

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ  
 وَخَالِدِ لَهُمْ فِي السَّعَادَةِ آمِينَ

تحریک اہل سنت کا ترجمان (امید) نظام خلافت اشد کا داعی

# حق پروردگار

ماہنامہ  
 لاہور  
 جلد ۱

زیر نگرانی

قائد اہل سنت، وکیل صحابہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کلمہ  
 بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت، پاکستان





# خدا مہل سنت کی دعاء

از حضرت مولانا فاضل مظہر حسین صاحب ابائی تحریک اہل سنت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۲ھ ————— ۶ فروری ۱۹۷۱ء



<p>خدا یا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے تیرے قرآن کی عظمت پھرینوں کو گرائیں وہ منوائیں نبی کے چار یاروں کی صداقت کو صحابہ اور اہل بیت سب کی شان سمجھائیں حسن کی حسین کی پیروی بھی کر عطا ہم کو صحابہ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا تیری نصرت پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں تیرے کُن کے اٹلے سے ہو پاکستان کو حاصل ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے تیری توفیق سے ہم اہل مسکت رہیں خادم نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں</p>	<p>خلوص و صمیمیت اور دیں کی حکمرانی دے رسول اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر کی خلافت کو وہ ازواج نبوی پاک کی ہر شان منوائیں تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو انہوں نے کر دیا تھا روم و ایران کو تہ و بالا کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل مٹا دیں ہم تیری نصرت انگریزی نبوت کو رسول پاک کی عظمت و محبت درالامات کی تیری راہ میں ہر اک سنی مسلمان فتنہ جوئے ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت رہیں قائم تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری فضل</p>
---	---

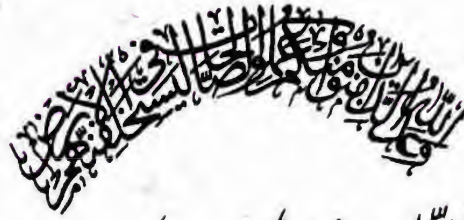
الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری  
مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

خلافت راشدہ حق چار یار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



نظام خلافت راشدہ زندہ باد



تحریک خدام اہلسنت و الجماعۃ پاکستان کا ترجمان  
نظام خلافت راشدہ کا داعی

# حق چار یار

زیر سرپرستی  
قائد اہلسنت وکیل صحابہ مظہر شریعت و طریقت خضر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب فاضل  
بانی و امیر تحریک خدام اہلسنت پاکستان چکوال فون نمبر ۲۴۳۴  
مدیر مسئول  
حکیم حافظ محمد طیب

جلد: ۲ شماره: ۹ شعبان - رمضان ۱۴۱۱ھ مارچ - اپریل ۱۹۹۰ء سالانہ چندہ - ۹۰ روپے فی شماره - ۷ روپے

۲۲۰ روپے

ریاستہائے متحدہ امریکہ  
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ جنوبی افریقہ  
وسیط انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ - ۱۸۰ روپے  
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت - ۱۵۰ روپے

سالانہ بدل شریک برائین  
مالک بریلو بھائی جبار جباری

رابطہ دفتر ماہنامہ حق چار یار لاہور، دسینہ بازار، ذیل در روڈ اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۰۴

اشرف حکیم حافظ محمد طیب، مطبع فضل شریف پرنٹرز، مقام اشتاد قراہنہ حق چار یار لاہور، دسینہ بازار، ذیل در روڈ اچھرہ لاہور



## اس شمارے میں

۳	مولانا قاضی مظہر حسین	معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۲	حافظ لدھیانوی	حمد باری تعالیٰ
۲۳	مولانا قاضی مظہر حسین	مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت
۵۷	مولانا حافظ محمد اقبال زکونی	سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور مانعین زکوٰۃ
۶۷	مفتی منزل حسین کا پڑیا	خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراءؓ
۶۹	مولانا سید اسعد مدنی	صداقت رسالت مآب اور مقبولیت صحابہ کرامؓ و خلفائے راشدینؓ
۷۶	سرور میواتی	فضیلت و منقبت سیدنا علی المرتضیٰؓ
۷۷	ڈاکٹر لیاقت علی نیازی	فضیلت رمضان المبارک
۷۹	مولانا قاری قیام الدین الحسنی	حضرات حسنین رضی اللہ عنہم
۹۰	مولانا قاضی مظہر حسین	منکرین حیات النبیؐ کا فتویٰ کفر
۹۱	انجسم نیازی	سیدہ خنساءؓ
۹۲	مولانا قاضی اطہر مبارکپوری	مسجد نبویؐ میں ایک اعرابی
۹۳		ماہنامہ حق چارباہ پر پڑھنے والے لکھتے ہیں
۹۶	سرور میواتی	آدھ ماہ صیام
۹۸	حضرت شاہ نفیس الحسنی	یاد مدینہ

دراخ ہو کہ اس دائرے میں ○ سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے۔ لہذا اگلے فرصت میں سالانہ چندہ - ۶۰ روپے ارسال فرمائیے





# معراج مصطفیٰ ﷺ

ہر نبی علیہ السلام کا معجزہ ان کی نبوت کے لیے ایک مستقل دلیل ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب محدث مدنی قدس سرہ نے دارالعلوم دیر بند میں بتاریخ ۱۱ رجب ۱۳۵۸ھ درس بخاری میں کتاب ابواب فضائل القرآن کی حدیث مائیں الانبیاء نبی الا اعطی ما مثله امن علیہ البشر کے تحت ارشاد فرمایا تھا کہ: ہر نبی (علیہ السلام) کو سند عطا کی جاتی ہے اور سند اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس پر اس کی قابلیت کا مدار ہوتا ہے اور اس سند کا ہر وقت اس کے پاس ہونا ضروری ہے تو تمام انبیاء میں ہر نبی کے ساتھ ایک معجزہ ہوتا تھا کہ وہ ہر وقت اُن کے پاس ہوتا تھا۔ البتہ اس کے علاوہ اور بہت سے معجزات دیے جاتے تھے کہ جس وقت دُعا مانگی معجزہ ظاہر ہو گیا اور یہ سند حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے یَدِ بیضاء اور عصا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو چیزیں بطور سند کے دی گئیں وہ عملی تھیں اور عملی چیزیں دو حال سے خالی نہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ موقوف ہیں علم پر۔ دوسرا یہ کہ وہ اس وقت تک باقی رہتی ہیں جو عامل کی زندگی اور وجود کے ساتھ ہے بعد میں نہیں۔ بخلاف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کا علی معجزہ وحی تلو قرآن پاک ہے۔ طاقت بشری اس کے مائل نہیں لا سکتی۔ اسی واسطے اہل عرب میں جو بلاغت میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے ان کو چیلنج دیا گیا۔ قرآن نے انہی کو خطاب کیا الخ (درس بخاری) قرآن مجید کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے گوناگوں سینکڑوں معجزات عطا فرمائے ہیں مثلاً شق قمر وغیرہ لیکن ان سب میں معجزہ معراج ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ہے جو جامع المعجزات ہے اور معراج کے دوران اور بھی کئی معجزات دیے گئے ہیں۔

① معجزہ معراج دراصل ایک معجزانہ سفر ہے جس کے دو حصے ہیں۔ ایک ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جو زمین کا سفر ہے اور دوسرا ہے مسجد اقصیٰ سے آسمانوں اور مقام قباب تو سین تک پہلے



سفر کو انرا کہتے ہیں اور دوسرے کو معراج اور دونوں کو کبھی معراج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسرا کا ذکر پڑھ  
 ۵ سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ  
 إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ حکیم لات  
 حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام  
 (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے آس پاس  
 (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں (دینی برکت یہ ہے کہ وہاں  
 بکثرت انبیاء مدفون ہیں اور دنیوی برکت یہ ہے کہ وہاں باغات اور نہروں اور چشموں اور  
 پیداوار کی کثرت ہے۔ غرض اس مسجد اقصیٰ تک (عجیب طور پر اسی واسطے) لے گیا کہ ہم  
 ان کو کچھ عجائبات قدرت دکھلا دیں (جن میں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں) مثلاً اتنی بڑی  
 مسافت کہ بہت تھوڑے سے وقت میں طے کر لیا اور سب انبیاء سے ملاقات کرنا اور  
 ان کی باتیں سُنانا وغیرہ اور بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور وہاں کے  
 عجائبات کا مشاہدہ کرنا) بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں  
 (چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سنتے اور احوال کو دیکھتے تھے اس کے سبب  
 ان کو یہ خاص امتیاز اور اعزاز بخشا اور اپنے قرب خاص کا مقام عطا کیا جو کسی کو نہ ملا۔“  
 (تفسیر بیان القرآن)

مرزا غلام احمد قادیانی کذاب آنجمانی اور دیگر ملاحدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ معراج  
 کو صرف خواب مانتے ہیں یا روحانی سیر جو بطور کاشفہ کے آپ کو حاصل ہوئی حالانکہ مذکورہ بالا آیت  
 سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی یہ راتوں رات سیر جسمانی تھی نہ کہ صرف روحانی اور خواب و راہی  
 بنا پر آیت میں لفظ سبحان فرمایا ہے اور سبحان کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے جہاں ایسی بات مذکور ہو جس  
 کے متعلق عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا اور خواب کے متعلق تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ خواب  
 میں انسان اس قسم کی چیزیں دیکھ سکتا ہے۔ لیکن رات کے تھوڑے سے حصے میں جسمانی سیر کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم جسم اطہر بیت المقدس تشریف لے گئے اور پھر واپس بھی آ گئے۔ اس عالم اسباب



کے تحت کوئی انسان یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے سبحان الذی اسری بعبدہ فرمایا کہ یہ جسمانی سیر ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوئی ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

② آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے معراج کا صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرمایا اور کفار تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے اعتراض کیا اور آپ سے بیت المقدس کی نشانیوں کے متعلق دریافت کیا۔ اگر آپ صرف آنا خواب بیان کرتے تو قریش کی طرف سے اس قسم کے سوال کی ضرورت ہی نہ تھی۔

③ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ میں اس جسمانی سیر کی حد بندی کر دی گئی ہے کہ کہاں سے کہاں تک حضور تشریف لے گئے۔ اگر خواب ہوتا تو اس طرح کی حد بندی کی ضرورت نہ تھی۔

④ اِنَّهُ یَسْمَعُ الْبَصِیْرُ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سفر جسمانی تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے کرایا کیونکہ وہی ہر بات کو سُنے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے اور اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جسمانی سفر میں اپنی قدرت کے وہ عجائبات دکھلانے جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

⑤ آیت میں لفظ عبد بھی جسمانی معراج پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عبد نہ صرف رُوح انسانی کو کہتے ہیں نہ صرف جسم انسانی کو بلکہ عبد کا لفظ جسم مع الروح کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ہم اشدھان محمدؐ عبدہ دروہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے لیے اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں زکریہ کہ آپ کی رُوح اللہ کی بندی اور رسول ہے۔

⑥ بعض روایات سے جو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ خواب تھا۔ جسم مبارک اپنی جگہ موجود، تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج تو صرف ایک مرتبہ ہوا ہے جس کا ذکر آیت میں ذکر ہے اور حدیث میں اس کی تفصیل ہے البتہ روحانی معراج اس کے علاوہ متعدد مرتبہ ہوا ہے اور اس قسم کی روایات میں اسی کا ذکر ہے۔

بہر حال آیت مذکورہ اور احادیث سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم اطہر سمیت بیماری کی حالت میں ایک مرتبہ معراج نصیب ہوا ہے اور جسمانی معراج کا منکر ملحد ہے۔

⑦ اس عظیم الشان معجزہ معراج کے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بجائے نبی و رسول و دیگر صفاتی ناموں کے عبدہ کا لفظ فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبدہ ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی کوئی اہل صفت ہے جس کو اس جہانی عظیم الشان معجزے سے خاص مناسبت ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے۔ لا الہ الا اللہ باقی تمام جن و انس اور ملائکہ اس کی بندگی اور عبادت کرنے والے ہیں۔ اسی لیے ملائکہ (فرشتوں) کو بھی قرآن مجید میں بندے فرمایا گیا ہے بلکہ عبادت کر مومن یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کے مکرّم بندے ہیں۔ لیکن اس صفت بندگی اور عبادت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب سے بلند تر ہے کہ آپ حق تعالیٰ کی رضا میں پوری طرح فنا ہیں اور آپ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے آخری مقام پر فائز ہیں اور اسی عبدیت کی بنا پر آپ کو رب العالمین نے جسم اطہر سے وہ عروج عطا فرمایا ہے جو تینہ ملائکہ حضرت جبرئیل امین کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں  
**حدیث معراج** ام ہانیؓ کے گھر سویا ہوا تھا۔ (ام ہانیؓ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن ہیں) کہ فرشتے نے مجھے جگایا اور حقیقت کے راستے سے مجھے نکال کر (بمقام حطیم) حرم شریف میں لے گئے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے کیونکہ مکان کے دروازے سے تو روزانہ آنا جانا ہوتا ہی تھا لیکن اس معجزانہ سفر کی ابتداء بھی معجزانہ طور پر ہوئی۔ پھر آپ حطیم میں سو گئے، پھر فرشتے نے آپ کو جگایا اور آپ کا سینہ چیرا۔ حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

فشق ما بین هذه الی هذه یعنی من ثغرة نحرہ الی شعثہ فاستخرج قلبی ثم اتیت بطست من ذهب مملوایمانا وغسل قلبی ثم حشی ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملی ایمانا وحکمة ثم اتیت بدابة دون البغل وفوق العمار ابیض یقال له البراق یقع خطوہ عند اقصی طرفہ فحملت علیہ۔ (مشکوۃ بحوالہ بخاری سلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نے گردن کی سنسلی کے گڑھے سے لے کر ناف تک میرا سینہ چیرا پھر میرا دل (سینہ سے) نکالا اور ایک طشت میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دھویا اور اس کو ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا اور پھر اس کو سی کر سینہ میں اپنی جگہ رکھ دیا پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خیر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا جس کو براق کہتے ہیں۔ وہ (اتنا تیز رفتار تھا کہ) حد نظر تک اپنا ایک مقام رکھتا تھا۔ مجھے



اس پر سوار کرایا گیا۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو براق شوخی کرنے لگا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس پر ہاتھ فرمایا اور فرمایا کہ تجھ پر کوئی ایسا مقرب فرشتہ اور نبی و رسول سوار نہیں ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نایہ کرم ہو تو اس پر براق نے کہا کہ میں آپ کی اس اعلیٰ شان کو جانتا ہوں اور آپ صاحب شفاعت ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری بھی شفاعت فرمائیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میری شفاعت میں آگیا۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت جبرئیل نے براق کو تنبیہ کی تو وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔ دارالعلوم دیوبند کے دورہ حدیث میں سلم شریف پڑھاتے ہوئے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلادی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث براق کے تحت یہ فرمایا تھا کہ براق نے گستاخانہ شوخی نہیں کی تھی بلکہ وہ ناز میں آکر ایسی حرکت کر گیا کہ مجھ پر آج کتنی بڑی اعلیٰ شان والے رسول سوار ہوئے ہیں۔ جبرئیل امین نے جب ڈانٹا تو وہ شرم کے ماتے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کرتے ہوئے حضرت جبرئیل امین نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیل نے لگام پکڑی تھی۔ یہ ہے شان رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کہ حضرت جبرئیل جو ملائکہ کے سردار ہیں وہ شنب معراج میں ایک خادم کی حیثیت سے امام الانبیاء والمرسلین کے ساتھ جا رہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ پہنچے۔

**امام الانبیاء ربیت المقدس میں** | براق کو باہر ایک حلقہ کے ساتھ باندھا اور پھر مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ یہ بھی ملحوظ ہے کہ چونکہ حق تعالیٰ نے یہ معجزانہ سفر اپنی قدرت کے عجائبات دکھانے کے لیے آپ کو کرایا تھا۔ اس لیے مکہ شریف سے مسجد اقصیٰ کے درمیان میں آپ کو بعض عجائب قدرت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ چنانچہ صحیح مسلم جلد ثانی۔ باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیر الاحمر وهو قائم یصلی فی قبرہ  
میں اسراء (معراج) کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سے گزرا تو آپ ایک سُرخ ٹیلے کے  
پاس اپنی قبر میں غائر پڑھ رہے تھے۔

اور قبروں میں نماز پڑھنا انبیائے کرام علیہم السلام کی خصوصیات میں سے ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: **الانبياء احياء في قبورهم يصلون** (مسند ابی یعلیٰ)۔ انبیاء زندہ ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

یہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح ہے اور اہل سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ البتہ یہ ملحوظ رہے کہ گویا انبیائے کرام دفات کے بعد رُوح کے تعلق سے اپنی اجسام ظاہرہ کے ساتھ زندہ ہیں جو ان کے اس دُنیا میں تھے لیکن ان کی یہ زندگی چونکہ عالم برزخ میں ہے اس لیے ان کی یہ حیات جسمانی ان دنیوی آنکھوں سے نہیں دیکھی جاسکتی جن سے ہم اس عالم شہادت کی چیزیں دیکھتے ہیں۔ اس جہان اور اس جہان کی کیفیات میں فرق ہے۔ اس دنیا میں جسم کے احوال ظاہر ہیں اور رُوح کے پوشیدہ ہیں لیکن عالم برزخ میں اس کے برعکس رُوح کے احوال ظاہر ہیں اور جسم کے پوشیدہ ہیں۔ خالق کائنات نے ہر جہاں کے احوال و کیفیات اپنی قدرت اور حکمت سے مجداً جدا رکھے ہیں۔ دھوئے کھلے شے قدریر۔

امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت المقدس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم **امامت انبیاء** کے استقبال کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تک تمام انبیائے سابقین علیہم السلام بامر خداوندی بیت المقدس تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو بعض انبیاء علیہم السلام تشریف لے آئے تھے اور پھر باقی انبیاء علیہم السلام بھی پہنچ گئے۔ مصلیٰ بچھایا گیا اور حضرت جبریل علیہ السلام نے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھانے کے لیے مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ انبیاء کرام اور ملائکہ عظام نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اس نماز باجماعت کے لیے اذان و اقامت بھی کہی گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ اذان و اقامت وہی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مسجد نبوی میں کھوائی اور جو اذان بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ وغیرہ صحابہؓ نے مسجد نبوی میں کہی۔ وہی فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر مؤذن رسول حضرت بلالؓ نے کہی اور وہی اذان دو برسالت اور دور خلفائے راشدینؓ سے لے کر آج تک مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں دی جا رہی ہے اور وہی اذان اہل سنت والجماعت اپنی اپنی مساجد میں دُنیا کے گوشے گوشے میں دے رہے ہیں اور ائمہ اہل بیت نے بھی یہی اذان کھوائی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سے لے کر حضرت حسن عسکریؓ تک کسی کی اذان



میں اشدان علیا دلی اللہ صلی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل کے الفاظ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ یہ امر (پیشوائے دین) مذہب اہل السنّت والجماعت پر قائم تھے۔ ان میں حضرت علی المرتضیٰ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم تو صحابی ہی جن میں حضرت علی المرتضیٰ قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ راشد ہیں اور حضرات حسنینؑ بارشاد رسالت جنت کے جوازوں کے سردار ہیں اور باقی اپنے اپنے دور میں اولیاء و اقطاب میں سے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ دلی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے:

چنانچہ در حق اصحاب اعتقاد نیک باید داشت ہم چنان در حق اہل بیت معتقد باید بود و صالحین ایشان را مزید تعظیم و تخصیص باید کرد۔ ایں فقیر را معلوم شدہ است کہ ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم اقطاب نسبتی بودند از نسبتہ قطبیت ایشان امرے ست باطنی (تفصیلات الیہ ج ۲ ص ۲۴۴-۲۴۵)	اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھنا چاہیے اسی طرح اہل بیت کے حق میں عقیدت رکھنی چاہیے اور ان کے صالحین افراد کی زیادہ تعظیم کے ساتھ تخصیص کرنی چاہیے۔ اس فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ بارہ امام فہمائے عنہم اقطاب نسبتی ہوئے ہیں باطنی نسبتوں کے
--	---

اعتبار سے اور ان کا قطب ہونا باطنی اس ہے۔

اور گوشیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بارہوی امام مہدی ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ پیدا ہو کر پانچ سال کی عمر میں غائب ہوئے اور اب تک غائب ہیں اور قیامت تک بحالت غیبت زندہ رہیں گے۔ (اعتقاید الشیعہ مؤلف مولوی ظفر حسن امر دہلوی) لیکن جمہور اہل السنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مہدی قرب قیامت میں پیدا ہوں گے۔ وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اس امت کے آخری برحق خلیفہ ہوں گے حضور خاتم النبیینؐ کی سنت و شریعت کی تبلیغ کریں گے۔ ان کے دور میں عدل و انصاف کا نظام قائم ہوگا اور دنیا امن و امان کا گہوارہ بن جائے گی۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اہل سنّت کے اکابر و اولیاء و اقطاب  
**امام جعفر صادق کی اذان** میں سے ہیں۔ مسجد نبوی میں درس دیتے رہے ہیں۔ وہاں ہی دفن

پائی اور حجت البقیع میں مدفون ہیں۔ شیعہ مذہب کی چار کتب اصول میں سے من لایحضرہ الفقیہ (مولفہ ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ) میں امام جعفر صادقؑ سے وہی اذان منقول ہے جو اہل سنت والجماعت کے ہاں معمول ہے البتہ اس میں فجر کی اذان کے بارے میں یہ لکھا ہے: ولا یأس ان یقال فی صلوۃ العداۃ علی اترحتی علی خیر العمل الصلوۃ خیر من النوم مرتین للتقیہ۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ صبح کی اذان میں حتیٰ علی خیر العمل کے بعد دو مرتبہ الصلوۃ خیر من النوم از روئے تقیہ کہہ لے۔ لیکن دورِ حافر کے شیعہ امام جعفر صادقؑ کے اس حکم پر عمل نہیں کرتے۔ امام جعفر صادقؑ کی اذان نقل کرنے کے بعد شیعوں کے شیخ صدوق لکھتے ہیں: هذا هو الاذان الصحيح لا یزاد فیہ ولا ینقص منه والمفوضۃ لہم اللہ قد وضعوا اخباراً وذا۔ وفي الاذان محمد وآل محمد خیر البریۃ مرتین وفي بعض رواياتهم بعد اشهد ان محمداً رسول اللہ۔ شهد ان علیاً ولی اللہ مرتین ومنہم من روی بدل ذلك اشهد ان علیاً امیر المؤمنین حقاً ولاحک ان علیاً ولی اللہ وانه امیر المؤمنین حقاً وان محمداً وآلہ خیر البریۃ ولكن ذلك ليس فی اصل الاذان (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۹۱ مطبوعہ طهران ۱۳۹۲ھ)

(ترجمہ) یہی صحیح اذان ہے جس میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی اور شیعہ مفوضہ نے (ان پر اللہ کی لعنت ہو) اپنی طرف سے روایات وضع کر لی ہیں اور اذان میں یہ الفاظ زائد کر لیے ہیں۔ محمد وآل محمد خیر البریۃ اور ان کی بعض روایات میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے بعد اشہد ان علیاً ولی اللہ دو مرتبہ پڑھنا لکھا ہے اور ان میں سے بعض نے بجائے اس کے اشہد ان علیاً امیر المؤمنین حقاً دو مرتبہ پڑھنے کی روایت وضع کی ہے اور بے شک حضرت علی اللہ کے ولی اور امیر المؤمنین حقاً ہیں اور حضرت محمدؐ اور آپ کی آل خیر البریۃ ہے لیکن یہ الفاظ اصل اذان میں نہیں پائے جاتے۔

مقامِ عبرت ہے کہ امام جعفر صادقؑ کی تعین فرمودہ اذان پر بھی بارہ امام ماننے والے پابند نہیں ہیں اور مفوضہ فرقے بھی زائد حضرت علیؑ کے لیے وہی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل کے الفاظ اذان میں داخل کر لیے ہیں۔ واللہ المادی اور فرقہ مفوضہ شیعوں کا وہ فرقہ ہے جو اہل بیتؑ کے



ہائے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کو خدائی اختیارات حاصل ہیں اور یہ اختیارات اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کیے ہیں اور آج کل کے اکثر شیعہ بھی اسی قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں اور "یا علی مدد" کا نعرہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

**امامت صدیقیؑ** | سب سے اعلیٰ اور افضل نماز باجماعت وہ ہے جو شبِ معراج میں ادا کی گئی کیونکہ اس میں امام حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور مقتدی انبیاءِ علیہم السلام و ملائکہ (۲) اس کے بعد دوسرے درجے کی نماز باجماعت وہ ہے جس میں امام حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور مقتدی صحابہ کرامؓ تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (۳) اور قریب درجے کی نماز باجماعت مسجد نبویؐ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مرض الموت میں حضرت صدیق اکبرؓ نے پڑھائی اور مقتدی وہی صحابہ کرامؓ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی ہو کر تھے اور وصال نبویؐ کے بعد بھی مسجد نبویؐ میں حضرت صدیق اکبرؓ امام نماز ہوتے تھے اور صحابہ کرامؓ مقتدی احمد ان مقتدیوں میں حضرت علی المرتضیٰ اور دوسرے خاندانِ نبوت کے افراد بھی ہوتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کے حکم سے حضرت صدیق اکبرؓ کا نماز پڑھانا اس امر کی دلیل ہے کہ وصال نبویؐ کے بعد بھی آپ کے پہلے جانشین اور خلیفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ہوں گے۔ اگر حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے بعد خلیفہ بلا فصل ہونے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دیا ہوتا تو مرض الموت میں اپنے محلے پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہی امام نماز بنانے کا حکم فرماتے، لیکن ایسا نہیں ہوا جس سے ثابت ہوا کہ امت کے امام اول اور خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی تھے۔ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک عجائب قدرت کا مشاہدہ کرنے کے

**معراج سماوی** | بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر کے ساتھ بیداری میں آسمانوں پر عروج ہوا جس کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔ شکوۃ شریف میں صریح مسلم اور صریح بخاری کے حوالے ساتوں آسمانوں پر انبیائے کرامؑ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ یہاں بخوبی طوالت اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

آپ آسمانِ اول پر پہنچے۔ جبریل امین نے دروازہ کھلوا دیا۔ آسمانِ دنیا (یعنی پہلے آسمان) کے دربان نے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جبریل نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے نے دریافت کیا کہ کیا ان کے بلانے کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ جبریلؑ نے کہا۔ ہاں۔  
 فرشتوں نے یہ سن کر مرعوب ہو کر دروازہ کھول دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان میں داخل ہوئے اور ایک  
 نہایت بزرگ آدمی کو دیکھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔  
 آپؑ نے سلام کہا۔ حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والبنی الصالح مرحبا  
 (خوش آمدید) ہو فرزند صالح اور بنی صالح کو اور آپ کے لیے دعائے خیر کی اور اس وقت آپؑ نے  
 یہ دیکھا کہ کچھ صورتیں حضرت آدمؑ کی دائیں جانب ہیں اور کچھ صورتیں بائیں جانب ہیں۔ جب دائیں طرف  
 نظر ڈالتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ حضرت جبریلؑ  
 نے بتلایا کہ دائیں جانب ان کی نیک اولاد کی صورتیں ہیں۔ یہ اصحابِ یمن اور اہل جنت ہیں اور  
 ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بائیں جانب اولاد بد کی صورتیں ہیں۔ یہ اصحابِ شمال اور اہل نار  
 (دوزخی) ہیں۔ ان کو دیکھ کر روتے ہیں۔ یہ تمام مضمون صحیحین بخاری و مسلم کی روایتوں میں ہے اور مسند  
 بزار میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ کی دائیں جانب ایک دروازہ ہے  
 جس سے نہایت عمدہ اور پاکیزہ خوشبو آتی ہے اور ایک دروازہ بائیں جانب ہے جس سے نہایت  
 سخت بدبو آتی ہے۔ جب دائیں جانب دیکھتے ہیں تو مسرور ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے  
 ہیں تو مغوم ہوتے ہیں۔ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۴ ص ۶) پھر دوسرے آسمان پر تشریف  
 لے گئے اور اسی طرح جبریلؑ نے دروازہ کھلوا دیا۔ جو فرشتہ وہاں کا دربان تھا اس نے دریافت کیا کہ تمہارے  
 ساتھ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس فرشتے نے کہا۔ کیا بلائے گئے ہیں۔  
 جبریلؑ نے کہا۔ ہاں۔ فرشتے نے کہا مرحبا نغم الجئی جا۔ مرحبا ہو کیا اچھا آنا آئے۔ یہاں آپؑ نے  
 حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا۔ جبریلؑ امین نے کہا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں  
 ان کو سلام کیجئے۔ آپؑ نے سلام کیا۔ ان دونوں حضرات نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا بالابن الصالح  
 وبالبنی الصالح کہا۔ یعنی مرحبا ہو برادر صالح کو اور بنی صالح کو۔ بعد ازیں آپ تیسرے آسمان میں تشریف  
 لے گئے اور جبریلؑ امین نے اسی طرح دروازہ کھلوا دیا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی  
 اور اسی طرح سلام و کلام ہوا۔ آپؑ نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک بہت بڑا حصہ  
 عطا کیا گیا ہے۔ پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات  
 ہوئی۔ (انہوں نے بھی مرحبا بالابن الصالح وبالبنی الصالح کہا) پھر پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں



ہارن علیہ السلام سے ملاقات ہوئی (انہوں نے بھی اسی طرح مرجا کہا) پھر چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی (اور انہوں نے بھی اسی طرح مرجا کہا) پھر ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی اور یہ دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ بیت المعمور قبلہ ملائکہ ہے جو ٹھیک خانہ کعبہ کے مقابلے پر ہے۔ بالفرض اگر وہ گرے تو میں کعبہ پر گرے۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور پھر ان کی زبٹ نہیں آتی۔ جبریلؑ نے کہا کہ یہ آپ کے باپ ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ آپ نے سلام کہا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اور مرجا بالابن الصالح و بالنبی الصالح کہا (یعنی خوش آمدید میرا بیٹا صالح آگیا اور نبی صالح آگیا) بعد ازاں آپ کو سدرة المنتہی کی طرف بند کیا گیا جو ساتویں آسمان پر ایک پیری کا درخت ہے۔ زمین سے جو چیز ادر جاتی ہے وہ سدرة المنتہی پر جا کر منتہی ہو جاتی ہے اور پھر ادر اٹھائی جاتی ہے اور ملائکہ سے جو چیز اترتی ہے وہ سدرة المنتہی پر آ کر ٹھہر جاتی ہے پھر نیچے اترتی ہے اس لیے اس کا نام سدرة المنتہی ہے۔ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۶ ص ۱۸)۔ (سیرت المصطفیٰ جلد اول حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)۔ قرآن مجید میں ہے۔ عند سدرة المنتہی عندھا جنة المأویٰ (سورة النجم) یعنی سدرة المنتہی کے پاس جس کے پاس جنت المأویٰ۔ سدرة المنتہی کے عجائبات قدرت دیکھنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں بھی تشریف لے گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے جنت میں حضرت عمر فاروقؓ کا محل بھی دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آواز بھی سنی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت بلالؓ بھی جنت میں گئے تھے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت بلالؓ کے جو قدم زمین پر پڑے تھے ان کی آواز اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت میں سنا دی تھی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ چونکہ اسلام لانے کے بعد امیہ بن خلف اور قریش مکہ کے ادبائوں سے سخت اذیتیں اٹھاتے رہے تھے اور آپ کے پایہ استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی اور آپ کو انگاروں پر لٹایا جاتا تھا لیکن آپ کی زبان سے اَھد اَھد کی لپکا ہی آتی تھی۔ اس عشق رسالت اور نور توحید کی وجہ سے آپ کو خصوصی طور پر یہ اعلیٰ شرف نصیب ہوا کہ شب معراج میں آپ کے جوتوں کی آواز جنت میں سنائی گئی اور حضرت فاروق اعظمؓ کا محل جنت میں بتلایا گیا۔ یہ حضرت فاروقؓ کی بعض خصوصیات کی بنا پر تھا ورنہ تمام مہاجرین و انصار اور ان کے پیروکاروں کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ تہ میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے بعد دَاعِدٌ لِّمُحَمَّدٍ جنت

بحرِ معتمدِ الانوارِ خلدینِ فیہا ابدًا ذلک الفوز العظیم۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے جنتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور یہ مقام بند صحابہ کرامؓ کو صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل دوزخ کا عذاب بھی دکھلایا گیا تاکہ آپ اپنی امت کو عذاب اور اعمالِ سیئہ کی ہولناکیوں سے آگاہ کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت سے بھی ادھر لے گئے اور ایک مقام صریف الاقلام | مقام ایسا آیا جہاں آپ نے (صریف الاقلام) تقدیر کے قلموں کی آواز سنی۔ پھر اس مقام سے بھی ادھر تشریف لے گئے، کئی نورانی حجابات طے کرنے کے بعد آپ اس بجلی گاہ میں جسمِ اہلہ کے ساتھ پہنچ گئے۔ جہاں جبریل امین بھی نہیں پہنچ سکے اور پیچھے ٹھہر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے پیچھے ٹھہر جانے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ اس مقام پر میرے نور کے پر چل جاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سعدیؒ نے اس واقعہ کو حسبِ ذیل اشعار میں بیان فرمایا ہے

بدو گفت سالار بیت الحرام	کر اے حاملِ وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلص یافتی	عنائمِ ز صحبت چسرا تافتی
بگفتا فرازِ محب کم نمائد	بماندم کہ نیروئے باکم نمائد
اگر یک سرموئے برتر پریم	فسدوغِ تجلی بسوزو پریم

ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا کہ آپ تو میرے پاس وحی لانے والے ہیں اور آپ نے جب دوستی میں مجھے مخلص پایا ہے تو اب کیوں میری صاحبیت سے اعراض کر رہے ہیں؟ آپ کے جواب میں جبریلؑ نے فرمایا کہ اب میں ادھر نہیں جاسکتا کیونکہ میرے (نور کے) پروں میں طاقت نہیں رہی میرا حال تو یہ ہے کہ اگر بال برابر بھی ادھر پرواز کروں تو حق کی بجلی سے میرے نور کے پر جل جائیں۔ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی آخری حد کہ وہاں حق تعالیٰ کی تعلیمات کا اتنا فائدہ تھا کہ سید الملائکہ جبریل امین بھی ان کی تاب نہیں لاسکتے تھے۔ یہ مقام ارفع و اعلیٰ صرف امام الانبیاء



واللہ لکھ کے لیے ہی مختص تھا۔ وہاں رب العالمین کی خاص تجلی کا نزول تھا جس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متحمل ہوئے جو مقام عبدیت کی انتہائی بلندی پر فائز تھے۔ سورۃ النجم میں ہے۔ فَأَوْحَىٰ عَلَىٰ عَبْدِهِ مَّا أَوْحَىٰ۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندے پر وحی کی جو بھی کی۔

روایت باری تعالیٰ | سورۃ النجم رکوع اول کی آیات میں بھی معراج مصطفیٰ کا بیان ہے لیکن

اس میں اشارات ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ۔ (قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں غلطی نہیں کی) اور فرمایا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ۔ (یعنی جن چیزوں کا رویت کا حکم تھا ان کی طرف نظر کرنے سے آپ کی نگاہ نہ تو ہٹی بلکہ ان چیزوں کو خوب دیکھا اور جن چیزوں کے دیکھنے کا حکم جب تک نہ ہوا) نہ (ان کی طرف دیکھنے کو آپ کی نگاہ بڑھی) (یعنی قبل اذن نہیں دیکھا) لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ۔ انہوں نے (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے (مگر ہر چیز کے دیکھنے میں آپ کی یہی شان رہی۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ) (تفسیر بیان القرآن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی) سورۃ النجم کی ان آیات میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہاں رویت (دیکھنا) کس کے متعلق ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جبریلؑ کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنا ہے اور ان آیات کا تعلق حضرت جبریلؑ کے دیکھنے سے ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حق تعالیٰ کو دیکھنا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو قلب کی آنکھوں سے دیکھا یا ظاہری آنکھوں سے۔ اس کے متعلق بھی کتب احادیث میں مختلف روایتیں پائی جاتی ہیں۔ اس میں یہ اشکال پایا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ ارْنِي سے دیدار الہی کی درخواست کی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بہوش ہو کر گر پڑے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس دنیا میں حق تعالیٰ کا دیدار ظاہری آنکھوں سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب محدث مدنی قدس سرہ نے ترمذی شریفین کے درس میں بتاریخ ۲۰ ذوالعقدہ ۱۳۵۷ھ یہ ارشاد فرمایا کہ: دنیا میں رویت باری تعالیٰ مستحیل (یعنی ناممکن) نہیں ہے۔ اگر مستحیل ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رَبِّ ارْنِي انظر إِلَيْكَ کیوں فرماتے (یعنی) اے میرے رب مجھ کو اپنا دیدار کرامیں (کہ میں آپ کو دیکھوں)۔ اس کے جواب میں باری تعالیٰ نے لَنْ تَرَانِي

زیادہ ہے۔ نفی امکان نہیں کیا بلکہ نفی وقوع کیا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن تو ہے لیکن آپ دیکھ نہیں سکیں گے)

② رویت کو باری تعالیٰ نے معلق کیا ساتھ استقرار جبل کے (یعنی اگر ہپاڑ قائم رہا تو آپ دیکھ سکیں گے) معلوم ہوا کہ رویت (اللہ تعالیٰ کو دیکھنا) دُنیا میں ممکن ہے کیونکہ استقرار جبل (ہپاڑ کا قائم رہنا) ممکن ہے اور نفی امکان رویت مذہب ہے معزلہ کا اور نفی وقوع رویت مذہب ہے اہل سنت کا اور یہ رویت بصریہ کے متعلق بحث ہے (یعنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا اور مشاہدہ رویت قلبی کے متعلق ہے اور رویت قلبیہ (یعنی قلب سے دیکھنے) کا وقوع امکان دونوں دنیا میں ہیں۔ (یعنی قلب سے حق تعالیٰ کا مشاہدہ دنیا میں ممکن بھی ہے اور یہ مشاہدہ ہوتا بھی ہے) اَعْبُدُ رَبَّكَ کَانَک سِتْرًا (حدیث) یعنی اپنے رب کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ انبیاء اولیاء کو رویت قلبی حاصل ہوتی ہے اور اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُسِ میں مشاہدہ بالقلب ہے بالبصر نہیں اور دنیا میں رویت بصریہ (یعنی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا) اس دنیا کے فانی اور غفل ہونے پر ہے۔ یہ چیزیں تجلیات ذاتیہ کا تحمل نہیں کر سکتیں اور اگر دوسرے عالم میں پہنچ جاؤ تو تجلیات ذاتیہ کا تحمل ہو سکتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں رویت بصریہ حاصل ہوئی (یعنی آپ نے اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھا) لیکن دوسرے عالم میں جانے کے بعد۔ انتقال مکانی ہوا۔ قوت بصریہ میں زیادتی ہو گئی۔ چنانچہ سینہ مبارک بھی اسی لیے شق کیا گیا تھا۔ (درس ترمذی دارالعلوم دیوبند) حضرت مدنی قدس سرہ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آنکھوں سے دیدار تو ہو سکتا ہے لیکن اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ اس فانی جہان میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی کی برداشت نہیں ہے اس لیے یہاں کسی کو بھی آنکھوں سے دیدار نہیں ہو سکتا اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو شبہ راجح میں جو آنکھوں سے دیدار نصیب ہوا تو وہ اس فانی جہان کی حدود سے گذار کر مقام عرش پر ہوا تھا اور اس مقام بالا میں تجلی حق برداشت کرنے کی قوت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اس درجے کی قوت رکھتی تھی کہ رب العالمین کی ذاتی تجلی کو آپ نے برداشت کر لیا جس کو جبریل امین کی نورانیت بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

مع اعلیٰ بکالم کشف الدجی بکالم حسن جمع خصال صلا علیہ وآلہ



شب معراج میں حق تعالیٰ نے آپ کی امت کے لیے پچاس نمازیں فرمیں۔  
**پچاس نمازیں** | آپ جب واپس تشریف لائے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اپنی امت کا تجربہ ہے۔ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ آپ دربارِ خداوندی میں عرض کریں کہ اور تخفیف کرائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے نمازوں میں تخفیف کرائی۔ آخر پانچ رکعتیں تو پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تخفیف کرانے کا مشورہ دیا لیکن رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب مجھے دربارِ خداوندی میں عرض کرنے سے شرم آتی ہے تو خداوند عالم نے فرمایا کہ آپ کی امت پر فرض تو پانچ ہی ہیں لیکن ثواب پچاس ہی کا ملے گا۔ مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ (میری بات میں تبدیلی نہیں ہوتی)۔ یہ ارحم الراحمین کی امت محمدیہ پر خصوصی رحمت تھی۔ لیکن کتنے مسلمان ہیں جو پانچ نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ کاش کہ ہر سنی مسلمان پانچ فرض نمازوں کا پابند ہو جاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عجائباتِ قدرت اور ذاتِ حق کے مشاہدہ کے  
**معراج سے واپسی** | بعد واپس اپنے مکان پر تشریف لائے اور سو گئے۔ صبح آپ حرم شریف میں تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کرام کو اس معجزہ معراج کی تفصیلات بتلائیں۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو یہ ایک بڑی سعادت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ معراج بلا واسطہ سنا اور بن دیکھے آپ کے ارشادات پر ایمان لے آئے لیکن کفارِ قریش کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو ان کا ایک وفد ابوجہل کی پارٹی کا آپ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر آپ گئے ہیں تو بیت المقدس کی علامت اور نشانیاں بتائیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قریش نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں دریافت کیں تو میرے دل میں ایسی بے چینی پیدا ہوئی جو کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کھول دی، حجاباتِ دور کر دیے اور جو جو سوال وہ کرتے تھے مسجد اقصیٰ کو دیکھ کر میں بتاتا جاتا تھا۔ لیکن کفار کے سوالات چونکہ بدعتی پر مبنی تھے اس لیے (لا جواب تو ہو گئے لیکن) ایمان نہیں لائے۔

کفارِ قریش میں سے ایک شخص حضرت ابوجہر صنی اللہ عنہ کے پاس  
**صدیق کا لقب** | چلا گیا اور وہ اس وقت مقامِ منہج میں تھے (جو مدینہ منورہ سے ملحق



ان کی جگہ تھی۔ اس رات آپ نے وہاں ہی قیام کیا تھا اور ابھی دربار رسالت میں تشریف نہیں لائے تھے) اس نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص راتوں رات بیت المقدس جا کر پھر واپس آسکتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہیں (کیونکہ اس وقت ہوائی جہاز اور طیارے تو نہیں تھے اور سیکڑوں میل کا سفر اتنے قلیل وقت میں اونٹوں اور گھوڑوں کے ذریعے تو ہر نہیں سکتا تھا) پھر اس نے کہا کہ آپ کے یار (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو آج یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں بیت المقدس گئے ہیں اور پھر واپس بھی آگئے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ میں نے خود تو یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی لیکن اگر آپ نے ایسا فرمایا ہے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ بیت المقدس گئے ہیں اور میں تو پہلے ہی آپ کو سچا مان کر بن دیکھے ایمان لا چکا ہوں کہ آپ کے پاس آن کی آن میں وحی آتی ہے اور جبریل امین آتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر)

امام محمد باقر نے بھی صدیق کہا  
ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کشف الغمہ میں ہے

وعن عروۃ بن عبد اللہ قال سالت ابا جعفر محمد بن علی علیہما السلام عن حلیۃ الصیوف فقال لا بأس بہ قد حلّی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سیفہ۔ قلت فتقول الصدیق قال فوش وثیۃ واستقبل القبلة وقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرہ۔ (کشف الغمہ جلد دوم ص ۱۴۷ مطبوعہ تبریز ۱۳۸۱ھ)۔ عروہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام (یعنی امام محمد باقر) سے تلواروں کو (چاندی سے) مرصع کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی تلوار کو مرصع کیا تھا۔ اس پر میں نے کہا کہ کیا آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں تو امام موصوف اچھل پڑے اور فرمایا کہ ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں اس کی بات کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے۔ یہاں یہ بھی ملحوظ ہے کہ کشف الغمہ کے مؤلف علامہ ابو الحسن علی بن عیسیٰ نے اس روایت پر کوئی حرج



اور تنقید نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے اور دربار رسالت سے عطا کردہ حدیث کا لقب اتنا مشہور و معروف اور مقبول عام ہو چکا ہے کہ جہاں صرف حدیث کا لفظ کہا جائے اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہی لیے جاتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

## جامع المعجزات

احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان معجزات کی تفصیل پائی جاتی ہیں۔ ہم نے بغرض اختصار کئی واقعات درج نہیں کیے۔ اس معجزہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کفار کو دکھایا نہیں گیا اور اس کی ایک حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل ایمان اس کو بن دیکھے محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے مان لیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بن دیکھے اس معجزہ کو تسلیم کر لیا۔

① یہ معجزہ معراج سائنس کے لیے ایک عظیم چیلنج ہے۔ سائنس ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے آج اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ تیز رفتار طیارے چاند اور سورج سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔

② چاند وغیرہ کی بلندی پر پہنچ کر بھی ان کا زمینی مرکز سے رابطہ رہتا ہے۔

③ ٹیلی ویژن تو آج گھر گھر میں پہنچ گئی ہے جس کے ذریعے گھر میں بیٹھ کر لوگ دُور دراز واقعات کو آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں اور ہزاروں میل کی آوازی سن لیتے ہیں۔

④ ڈاکٹر نہ صرف گردے اور مثانے کا بلکہ قلب و دماغ کا بھی کامیاب آپریشن کرنے لگے ہیں بیشک یہ سائنس کے حیرت انگیز کرشمے ہیں لیکن معجزہ معراج کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

⑤ براق پر سوار کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر ہوا بدن اطہر سے بالکل جدا کر کے قلب مبارک کو جنت کے طشت میں رکھ کر اس کو سیر دیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش نہ بنے ہوئے اور نہ ہی جسمانی ضعف لاحق ہوا بلکہ قدرت خداوندی سے آپ کے اندر پہلے سے زیادہ قوت بھردی گئی اور فوراً ہی زمین و آسمان اور عرش کے سفر کے لیے روانہ ہو گئے بکھر شق صدر ہونے کے باوجود آپ خود اپنی آنکھوں سے فرشتوں کا مثل قلب مبارک کا زمزم سے دھونا وغیرہ دیکھتے رہے

لیونکہ موت و حیات قبضہ قدرت میں ہے جس میں کسی مخلوق کی طاقت اور کا دخل نہیں۔

⑥ سائنس کے ایجاد کردہ تیز رفتار طیاروں کے مقابلے میں براق کی تیز رفتاری ایک جانور کی حیثیت سے ہے۔ طیارے خراب ہو جاتے ہیں۔ طیاروں میں پرواز کرنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن

بران میں یہ کزوریاں اور غراباں نہیں پانی جاتیں۔

⑧ ٹی۔ دی میں اگرچہ ہزاروں میل دور تک مشاہدہ ہو سکتا ہے اور آوازیں سنائی دیتی ہیں لیکن یہ سب کچھ اسباب کے تحت ہے۔ ٹی دی کے خراب ہونے سے یہ سارا کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ کبھی دور کی چیز کو دیکھا جاسکتا ہے اور نہ دور کی آوازیں سنائی دیتی ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے بیٹھے بیٹھے بیت المقدس کا نقشہ دکھلا دیا۔ خواہ درمیانی جہاں دور کر دیے خواہ بیت المقدس کو آپ کے پاس لایا گیا۔ صوعلیٰ کلمے شے قدرہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

⑨ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیز رفتاری اور بلند پروازی کا یہ حال کہ ساتوں آسمانوں سے گزر گئے اور انبیاء عظیم السلام کی ملاقاتیں ہوئیں لیکن سائنس دان اور ہوا باز ابھی تک پہلے آسمان کو ہی نہیں دیکھ سکے چہ جائیکہ وہاں ان کی رسائی ہو اور آسمانوں کو چیر کر آگے نکل جائیں۔ اور سائنس کے حیرت انگیز کرشمے بھی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کے مظاہر ہیں جس نے انسان کو اتنی عقل اور اتنا دماغ عطا فرمایا کہ وہ عالم اسباب میں اتنی ترقی کر سکے لیکن معجزات نبوی چونکہ عالم اسباب سے بالاتر ہوتے ہیں جہاں صرف کلمہ ”کن“ کا رفرما ہوتا ہے اس لیے قیامت تک سائنس کی ترقیاں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے سامنے ہیچ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور رسالت کے

معراج نبوی اور عظمت صحابہ | تمام کمالات عطا فرمائے گئے ہیں۔ آپ کا علمی معجزہ

قرآن اور علمی معجزہ معراج بھی آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ آپ کی ادائیں بھی معجزانہ ہیں۔ آپ کی سنت کی نورانیت اور جامعیت بھی بے نظیر ہے لیکن سوچنا یہ ہے کہ ان سارے صوری اور معنوی کمالات کے باوجود آپ اپنے مقصد بعثت میں کامیاب ہوئے ہیں یا محض ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شان تربت تزیہ بھی اعلیٰ درجے کی عطا ہوئی ہے اور آپ کے فرائض میں جہاں تلاوت کتاب، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت ہے وہاں دُیزِ گِہم بھی ہے (سورۃ الجمعہ) اور آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہی ہے کہ آپ پر ایمان لانے والے عقائد اعمال، اخلاق اور نیات میں پاک و صاف ہو جائیں۔ آپ کے فیض صحبت سے تمام اصحاب کا تزکیہ نفس ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوص نیت کی خود تہنات



دی ہے۔ چنانچہ سورۃ الفتح کے آخری رکوع میں ہے:

يَسْتَعِينُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۚ وَهُوَ اللَّهُ الَّذِي يَهْدِي مَن يَشَاءُ

ہمارا عقیدہ ہے کہ جب حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم الطہر سمیت بیداری کی حالت میں شبِ معراج میں اتنا عروج عطا فرمایا گیا تو اس کا یہ بھی تھا صاف ہے کہ آپ کے صحابہ کرام کو بھی ان روحانی بلندیوں تک پہنچایا جائے جو کسی اور انسانی کو نصیب نہ ہوں۔ معراجِ نبوی کے پر تو سے صحابہ کرامؓ کو تقویٰ اور للہیت کی بلندیوں سے سرفراز فرمایا اور زندگی میں ہی ان کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی قرآنی ابدی سند عطا فرمادی لیکن اس کے برعکس مذہبِ شیعہ اثنا عشریہ میں سوائے چند محدود صحابہؓ کے باقی سب خلوص و تقویٰ سے محروم تھے بلکہ ان کے ایمان کو بھی وہ تسلیم نہیں کرتے۔ اگر یہ عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ وسلم کا دور رسالت کے لوگوں کو ایمان و عمل کے اعتبار سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(نوٹ) یہ پرچہ بجائے رجب کے رمضان میں قارئین کے پاس پہنچ رہا ہے اور عموماً ماہِ رجب میں معجزہ معراج کا بیان ہوا کرتا ہے۔ پرچہ کی تاخیر کے لیے تو ہم معذرت خواہ ہیں لیکن اس مضمون کی تاخیر میں کوئی حرج نہیں۔ اصل مقصود تو حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و معجزات کا بیان ہے اور وہ کسی مہینہ کے ساتھ منحصر نہیں ہے۔ علاوہ ازیں معجزہ معراج کس سال اور کس مہینہ میں ہوا۔ اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے گو عام طور پر مشہور ۲ رجب کی تاریخ ہی ہے۔ واللہ اعلم

خادم اہل سنت منظر حسین عفری

## حمیرا باری تعالیٰ

میرا ہر سانس تری حمد و ثنا ہو جائے  
 سایہ لطف و کرم سے ہے عباد ہستی  
 ایک پل میں مجھے مقصود نظر مل جائے  
 ذہن کی بات کو تو لفظ بنا دیتا ہے  
 گر ہر اک لمحہ تری یاد سے منسوب ہے  
 مجھ کو ہر غم میں نظر آئے مسرت کا پیام  
 ہو مقدر میں مرے ایسی بھی منزل یارب  
 اس گزرتے ہوئے لمحے کو غنیمت جانو

نغمہ شوق محبت کی ادا ہو جائے  
 حشر ہو جائے جو تو مجھ سے خواہ ہو جائے  
 میرا ہر اشک اگر حرفِ دعا ہو جائے  
 کیا عجب ہے کہ خموشی ہی صدا ہو جائے  
 درد ہی میرے ہر اک دکھ کی دعا ہو جائے  
 شاملِ حال اگر تیری رضا ہو جائے  
 ترا ہر حکم مرا راہِ سنا ہو جائے  
 دوسرے لمحے خبر کس کو کہ کیا ہو جائے

اس پہ ہو جائے اگر لطف کی اک بار نظر  
 حافظِ خستہ ہر اک غم سے رہا ہو جائے



# مولانا حق نواز جھنگوی مرحوم کی شہادت

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

جواب مولانا حق نواز جھنگوی شہید مرحوم و مغفور بانی سرپرست سپاہ صحابہ پاکستان کو جھنگ میں رات کے قریب ۸ بجے قتل کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس نصیب ہو۔ آمین۔ اخبارات میں ان کے اس المناک قتل کی حسب ذیل تفصیلات شائع ہوئی ہیں۔

جھنگ رات کے ۸ بجے کے قریب انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ اور جمعہ علماء اسلام کے رہنما مولانا حق نواز جھنگوی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ مولانا حق نواز اپنے گھر سے نکل کر قریب ہی شادی کی ایک تقریب میں جا رہے تھے کہ نا معلوم حملہ آوروں نے ریوالورڈوں سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ گولیاں ان کے سر، پیٹ اور گلے میں لگیں اور وہ موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ مرحوم کے انتقال کی خبر سنتے ہی شہر میں کھرام مچ گیا اور ان کی میت دیکھنے کے لیے لوگ ہسپتال پہنچنا شروع ہو گئے۔ یاد ہے کہ انہوں نے گذشتہ جمعہ کو خطاب کرتے ہوئے عوام کو بتایا تھا کہ ان کے خلاف ایران، دودہی اور پاکستان میں قتل کرنے کی سازش کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور ان کے قتل کا منصوبہ ۲۰ اور ۲۵ فروری کے درمیان مکمل کیا جائے گا لیکن مقامی انتظامیہ نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ مولانا باعموم حفاظتی گارڈ اپنے ساتھ رکھتے تھے لیکن جمعرات کو ان کے ساتھ کوئی حفاظتی گارڈ نہیں تھا۔ مولانا حق نواز کی عمر تقریباً ۳۸ سال تھی اور انہوں نے سپانڈگان میں

بیوہ اور تین بچے چھوڑے ہیں۔ (جنگ راولپنڈی جمعہ ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء)۔

اور نوائے وقت راولپنڈی ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء میں یہ خبر شائع ہوئی کہ۔ انجمن سپاہ صحابہ نے سرپرست مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کی خبر شہر اور گرد و نواح میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور

لوگ گھروں سے نکل آتے ہیں۔ مولانا کی رہائش گاہ اور ڈسٹرکٹ ہسپتال کے درمیان لوگ دیوانہ وار بھاگے پھر رہے ہیں۔ پولیس گشت کر رہی ہے۔ شہر میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے۔ انجمن سپاہ صحابہ کے کارکنوں اور مولانا کے عقیدت مندوں نے رات گیارہ بجے جھنگ سٹی میں جلوس نکالا۔ جلوس جب سبزی منڈی کے قریب پہنچا تو سبزی منڈی سے طعنه جامع مسجد سے جلوس پر فائرنگ کی گئی جس سے ٹھیکیدار محمد گلزار کا جواں سال بیٹا ندیم شدید زخمی ہو گیا اور ہسپتال پہنچنے سے قبل دم توڑ گیا جبکہ آٹھ افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ مشتعل ہجوم نے پولیس سٹیشن جھنگ سٹی کو آگ لگانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی البتہ تھانہ سے طعنه زیدی ہاؤس کو آگ لگا دی گئی۔ ادھر جھنگ صدر میں بازار کھینچاؤ سے بھی فائرنگ کی اطلاع موصول ہوئی ہے، تاہم زخمی افراد کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف نے عالم دین مولانا حق نواز جھنگوی کے سفاکانہ قتل پر گہرے دکھ اور افسوس کا

وزیر اعلیٰ پنجاب کا اظہارِ افسوس

اظہار کیا ہے۔ پسندگان کے نام ایک تعزیتی پیغام میں وزیر اعلیٰ نے کہا کہ مولانا اسلام کے اعلیٰ پایے کے مبلغ تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ اسلام اور ختم نبوت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی وفات ملک میں اسلامی قوتوں کے لیے ایک عظیم نقصان ہے۔ (جنگ اولیٰ ۲۲ ۲۰۰۹ء)

(۲) وزیر اعلیٰ پنجاب جناب نواز شریف نے پولیس اور جھنگ کی ضلع انتظامیہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ مولانا حق نواز جھنگوی کے سفاک قاتلوں کی فوری طور پر گرفتاری کے لیے ہر ممکن اقدام کریں اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ایک عالم دین کے ساتھ دن دہیاڑے یہ ظلم کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ جن مذموم عزائم کے پیش نظر دہشت گرد تخریب کاروں نے یہ انتہائی اندوہناک اور گھناؤنا اقدام کیا ہے انہیں ان شاء اللہ کسی بھی صورت میں پورا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ نے توقع ظاہر کی کہ مولانا جھنگوی کے مداح اور پیروکار صبر و ضبط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس بشارت کو پیش نظر رکھیں گے کہ وہ قادر مطلق صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور ظالموں کو معاف نہیں کیا جاسکتا۔

جناب نواز شریف نے انتظامیہ کو یہ ہدایت بھی کی کہ انہیں پولیس اور انتظامیہ کے ان اقدامات



سے باخبر رکھا جائے جو سفاک قاتلوں کی فوری گرفتاری کے سلسلے میں کیے جا رہے ہیں۔

(روزنامہ ”مرکز“ اسلام آباد ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

صدر اسحق خان اور بے نظیر بھٹو نے بھی مولانا مرحوم کے قتل پر اظہارِ افسوس کیا ہے حتیٰ کہ شیعہ سیاست دانوں میں سے وفاقی وزیرِ بلدیات و دیہی ترقی سید فیصل صالح حیات نے بھی مولانا مرحوم کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے اسے ملک کو غیر مستحکم کرنے کی سازش قرار دیا ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ مولانا حق نواز کے قتل کا مقصد ملک میں جمہوری عمل کو سبوتاژ کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سپیلز پارٹی نے ہمیشہ تشدد کی سیاست کی مخالفت اور تحمل کی سیاست کی حمایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں عوام دشمن اور جمہوریت دشمن قوتوں کو اس وقت سخت دھچکا لگا جب لاکھوں عوام نے پیپلز پارٹی کے حق میں ووٹ ڈے کر اسے اقتدار سونپ دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہی عناصر مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے اپنی سرگرمیوں کے ذریعہ جمہوری عمل کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ سید فیصل حیات نے کہا کہ مولانا احسان الہی ظہیر، علامہ عارف حسین الحسینی کے قتل محبت وطن عوام نے ابھی فراموش نہیں کیے تھے کہ ایک اور مذہبی عالم مولانا حق نواز کو ہلاک کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومتِ پنجاب نے اپنی توجہ صرف سیاسی مخالفین کو مغلوب کرنے پر رکھی ہے لیکن امن و امان کی صورتِ حال شہریوں کی جان و مال کا تحفظ جیسے معاملات کو بے حس سے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام بہترین منصف ہیں اور حکومتِ پنجاب کو بہت جلد اپنے جرائم کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔“ (جنگ راولپنڈی ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

رکن قومی اسمبلی سیدہ عابدہ حسین نے مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل پر

**عابدہ حسین کا بیان** | گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا قتل امن عامہ کو

تباہ کرنے کی سوچی سمجھی سازش ہے۔ (مرکز اسلام آباد ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

عابدہ حسین ایم۔ این اے جھنگ کا دوسرا بیان حسب ذیل ہے :

**دوسرا بیان** | قومی اسمبلی کی رکن اور سی او پی کی رہنما سیدہ عابدہ حسین نے مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا کا قتل پاکستان دشمن قوتوں نے کرایا ہے اور اس سازش میں بھارت کا ہاتھ ہے کیونکہ بھارت مسلہ کشمیر سے پاکستانی عوام کی

ترجہ ہانا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا جھنگوی کے وحشیانہ قتل میں کوئی مقامی اہل قوت نظر نہیں آتا۔ دراصل یہ گھناؤنا کردار ان طاقتوں کا ہے جو پاکستان میں فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دینا چاہتی ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مولانا کے قتل میں جو لوگ ملوث ہیں انہیں جلد منظر عام پر لایا جائے۔ انہوں نے ٹیلی وژن، ریڈیو اور اخبارات کے کردار پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کے بیانات سے اشتعال پھیلایا جا رہا ہے اور ایسے بیانات قطعی طور پر ہمارے لیے موزوں نہیں۔“ (جنگ لاہور ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء)

مولانا جھنگوی کا جنازہ

مولانا حق نواز صاحب جھنگوی شہید مرحوم کے جنازے کے متعلق اخبارات میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی ہے:

مولانا حق نواز جھنگوی کو ہزاروں موگواروں کی موجودگی میں جمعہ کے روز جامعہ محمودیہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ جے یو آئی (جمعیتہ علماء اسلام) کے سربراہ مولانا عبداللہ درخشاہی نے پڑھائی۔ لوگوں نے میلوں دور سے پیدل سفر کر کے نماز جنازہ میں شرکت کی کیونکہ ٹرانسپورٹ بند تھی۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد، بلوچستان اور سندھ سے بھی دفود نے شرکت کی الخ۔ (جنگ راولپنڈی ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

احتجاجی جلسے اور جلوس

متنازع عالم دین اور انجمن سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا حق نواز جھنگوی کے ہیماں قتل کے خلاف پورے ملک میں احتجاجی جلوس اور جلسے منعقد کیے گئے۔ ملک کی بڑی بڑی مساجد میں نماز جنازہ کے بعد احتجاجی مظاہرے ہوئے جن میں قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ (ایضاً جنگ راولپنڈی ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

مولانا جھنگوی مرحوم کے اس سانحہ کے رد عمل میں بہت زیادہ جلسے اور جلوسوں کے ذریعہ شدید مظاہرہ کیا گیا اور علماء اور سیاسی زعماء نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ اخبار میں طبقہ جانتا ہے۔ تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں۔

سیاسی پارٹیوں کی سیاست کاری

ملک میں دو بڑی سیاسی پارٹیاں ہیں:

① اسلامی جمہوری اتحاد ② پیپلز پارٹی



یہ دونوں پارٹیاں چونکہ برعکس پر ایک دوسرے کے متقابل دکھائی دیتی ہیں اس لیے انہوں نے مولانا جھنگوی کی اس شہادت کو بھی ایک دوسرے کو مطعون کرنے کا ذریعہ بنالیا۔ چنانچہ سپیلز پارٹی کے وفاقی وزیر فیصل حیات کا بیان پہلے گزر چکا ہے اس کے برعکس آئی جے آئی کے لیڈروں نے اس کا الزام سپیلز پارٹی پر لگایا ہے۔ چنانچہ آئی جے آئی کے پارلیمانی سیکریٹری جنرل شیخ رشید احمد نے کہا ہے کہ کشمیر سے توجہ ہٹانے کے لیے غیر ملکی طاقتیں اور پاکستان کے اندر دشمن کے ایجنٹ خازن جنگی کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا جھنگوی کی شہادت بہت بڑا سانحہ ہے۔ دین اسلام کے لیے ان کی بیش بہا خدمات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب میں امن و امان کو تباہ کرنے کے لیے سپیلز پارٹی ایک عرصہ سے سازشیں کر رہی ہے لیکن پنجاب کے محب وطن تخریب کاری اور دہشت گردی کی ہر کوشش ناکام بنا دیں گے۔ انہوں نے شہریوں سے کہا کہ وہ پُر امن رہیں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ حکومت پنجاب مجرموں کو کیفر کر دے اور انہیں پھانسی دینے کے لیے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرے گی۔

(جنگ راولپنڈی ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

قلم فیض اللہ اور محمد نواز کو پوچھ گچھ کے لیے لاہور منتقل کر دیا گیا ہے۔ منگل کے روز یہاں ہونے والی گڑبڑ اور مکانات، دکانیں نذر آتش کرنے پر پولیس نے گزشتہ رات ۱۵۰ افراد کو گرفتار کر لیا تھا ان میں سے ۳۱ افراد کو جیل بھیج دیا گیا۔ پولیس نے بدھ کے روز لڈھن شاہ، سلطان والا، دھوپ ٹری کے محلوں جھنگ شہر اور دیگر علاقوں میں چھاپے مار کر مزید متعدد افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔

(جنگ راولپنڈی یکم مارچ ۱۹۹۰ء)

(۲) مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کے چاروں ملزموں کو خصوصی تفتیشی ٹیموں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ تفتیش کی نگرانی آئی جی پنجاب چودھری منظور احمد خود کر رہے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ مقدمے کی سماعت خصوصی عدالت میں ہوگی۔ ایس ایس پی جھنگ ملک طارق مجاہد نے اخبار نویسوں کو بتایا ہے کہ تین ملزموں فیض اللہ عرف کاکا، محمد نواز اور طاہر بھٹی کو گزشتہ رات جبکہ چوتھے ملزم کاظم حسین کو آج صبح گرفتار کیا گیا ہے۔ (نوائے وقت راولپنڈی ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء)

③ پولیس نے مولانا حق نواز جھنگوی کے تین مبتدیانہ قاتلوں محمد نواز اور فیض اللہ عرف کاکا کو بھی آج گولیاں کر دیا ہے۔ فیض اللہ ایک سابق ایم این اے امان اللہ خان سیال کا چچا زاد بھائی ہے۔ (مشرق ۲۶ ج ۹)

④ مولانا حق نواز کے قتل میں موت تین ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ ایک ملزم مغرور ہے۔ ملزموں میں محمد نواز، فیض اختر اور طاہر ولد ذوالفقار بھٹی شامل ہیں۔ چوتھے ملزم کاظم حسین کی گرفتاری کے لیے پولیس چھاپے مار رہی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ چاروں ملزموں کا تعلق جھنگ شہر سے ہے اور انہیں ایف آئی آر میں نامزد کیا گیا تھا۔ (وائے وقت راولپنڈی ۲۵ فروری ۱۹۹۰ء)

امیر حسین گیلانی کی پریس کانفرنس

جمعہ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے امیر مولانا سید امیر حسین گیلانی نے آج ایک پریس کانفرنس میں مطالبہ کیا کہ مولانا جھنگوی کے قتل کے پس منظر میں کارفرما سازش اور اس کے اصل ملزموں کو بے نقاب کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اصل قاتل نہیں پکڑے جاتے حکومت کو اس واردات کا ذمہ دار سمجھا جائے گا۔ مولانا امیر حسین گیلانی نے کہا کہ مولانا حق نواز جھنگوی نے چند روز قبل واضح طور پر بتا دیا تھا کہ ۲۰ فروری سے ۲۵ فروری کے درمیان انہیں ہلاک کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود صوبائی اور ضلعی انتظامیہ نے ان کی جان بچانے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا۔

مولانا گیلانی نے کہا کہ قتل کے اس واقعہ سے کچھ عرصہ پہلے جھنگ میں آئی جے آئی کے رکن اسمبلی سردار زادہ ظفر عباس نے دیواروں پر پوسٹر لگوائے۔ ان میں اعلان کیا گیا تھا کہ جو شخص مولانا حق نواز کو قتل کرے گا اسے چھ لاکھ روپے نقد، دو مربع اراضی اور مقدمہ کے اخراجات دیے جائیں گے۔ اس پوسٹر کے بارے میں ضلعی انتظامیہ کو مطلع کر دیا گیا۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو مولانا جھنگوی پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے واضح طور پر اعلان کیا کہ یہ حملہ سردار ظفر عباس نے کرایا ہے۔ مولانا گیلانی نے مزید کہا کہ مولانا جھنگوی کو دہشت گردی سے شبلی فون پر بتایا گیا کہ دہشت گردی، ایران اور پاکستان کے بعض لوگوں نے انہیں ۲۰ سے ۲۵ فروری کے درمیان قتل کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ یہ بات ایک تقریر میں کہی گئی مگر ضلعی حکام نے اسے نظر انداز کر دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ قتل کے دو ملزم عابدہ حسین کے گھر سے اور ایک ملزم سابق ایم پی اے امان اللہ کے گھر سے گرفتار ہوئے۔ اس سے معاملات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اتنے بڑے واقعہ کے بعد جھنگ کے ڈپٹی کمشنر اور ایس پی کو اب تک تبدیل نہیں



کیا گیا۔ ایسی صورت میں غیر جانبدار تفتیش نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اداکارہ میں سیدہ عابدہ حسین کا فون آیا۔ وہ اس واقعہ پر اظہارِ افسوس کر رہی تھیں۔ میں نے انہیں کہا کہ جب تک اصل قاتل نہ پکڑے جائیں ہم حکومت کو ذمہ دار سمجھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جھنگ میں ایک طبقہ نے گھروں پر مورچے بنا رکھے ہیں اور وہاں سے گزرنے والے لوگوں پر فائرنگ کی جاتی ہے۔ یہ مورچے ختم کیے جائیں اور اسلحہ برآمد کیا جائے۔ (مشرق لاہور ۲ مارچ ۱۹۹۰ء)

مولانا حق نواز جھنگوی کو پیپلز پارٹی کے ایماء پر شہید کیا گیا ہے اور اس کا مقصد پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد کو ناکام بنانا اور پنجاب میں سندھ جیسے حالات پیدا کرنا ہے۔ یہ بات مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے امیر مولانا عبداللہ سلفی نے ہفتہ کو ایک پریس کانفرنس کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا فیض عالم صدیقی، علامہ احسان الہی ظہیر اور مولانا حق نواز جھنگوی جیسے جدید علماء کی تواتر سے شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کے عمل کو ناکام کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ علماء کا تحفظ یقینی بنایا جائے اور مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے اور تحقیقات کے عمل کو تیز اور موثر بنایا جائے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ انجمن سپاہ صحابہ اور جمعیت اہل حدیث نے متحد ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا جس کا رسمی اعلان ۲۶ فروری کو کوٹ ادو کے جلسہ عام میں کرنا تھا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ مولانا حق نواز جھنگوی کو صحابہ کے دشمنوں اور الذوالفقار نے شہید کیا ہے کیونکہ مولانا سچے عاشقِ رسول اور صحابہ کرامؓ کے جاں نثار تھے۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی پنجاب میں علماء کرام کو قتل کرنے، اذیت دینے اور خانہ جنگی کی فضا پیدا کرنی چاہتی ہے

انہوں نے کہا کہ علامہ احسان الہی ظہیر، جنرل ضیاء الحق اور مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادتیں ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں اور اس واقعہ کے پیچھے وہی ہاتھ ہیں جنہیں یہودی، ہندو لابی اور ایک مسلم ملک کی پشت پناہی حاصل ہے اور ان کی سرپرستی پیپلز پارٹی کر رہی ہے۔ (جنگ و لپٹ ۲۵ فروری ۱۹۰ء)

کرنل اکرام اللہ کی تجزیاتی رپورٹ

کرنل اکرام اللہ مشرق لاہور میں کام کرتے ہیں اور اہل تشیع میں سے ہیں۔ انہوں نے حسب ذیل تجزیاتی رپورٹ

شائع کی ہے:

"جنگ میں کئی دنوں کے متواتر ہنگاموں کے بعد بالآخر شہر کو فوج کے حوالے کر دیا گیا چونکہ مورخین نے یہ پہلا ضلعی صدر مقام ہے جہاں ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی چوبیس گھنٹہ موجودگی اور نگہداشت کے باوجود سول انتظامیہ امن و امان بحال رکھنے میں ناکام ہو گئی ہے اس لیے حالات کا تجزیہ کرنے کے لیے راقم نے جھنگ کا مختصر دورہ کیا۔ اپنے تاثرات قارئین کے پیش خدمت ہیں: سب سے پہلی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ موجودہ ہنگامے اور فسادات اچانک نمودار نہیں ہوئے، مرحوم مولانا حق نواز جھنگوی کو اپنے قتل کا خدشہ تھا اور انہوں نے پورے شہر اور انتظامیہ کو ان خدشات سے آگاہ کر دیا تھا نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے ان لوگوں کے نام کا بھی اعلان کر دیا تھا جو ان کے قتل کی سازش میں (ان کے مطابق) موثر تھے۔ اپنے قتل سے قبل انہوں نے نماز جمعہ میں خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو خبردار کیا۔ میرے قتل کا منصوبہ بن چکا ہے۔ اگر میں قتل ہو گیا تو میرے قاتل سردار زادہ ظفر عباس ایم پی اے، بی بی عابدہ ایم این اے اور سابق ایم پی اے امان اللہ ہوں گے۔ ایک عالم دین کے اس انتباہ سے نہ صرف ضلعی انتظامیہ کو فوراً خبردار ہو جانا چاہیے تھا بلکہ ان کا فرض تھا کہ اپنے حکام بالا کو مطلع کرتے اور صوبائی انتظامیہ سے بھی ہدایات حاصل کرتے۔ نہ صرف یہ کہ جھنگ میں ہمیشہ دقت و آواز کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے مولانا کے قتل سے چند دن قبل ایک تفسیر کے جلانے کی کوشش ہو چکی ہے اور مقامی افسران کے علاوہ کسٹمر اور ڈی آئی جی فیصل آباد راکھ میں سلگتی ان چنگاریوں سے بخوبی واقف تھے جو سی دقت بھی بھڑک کر نفرت کے شعلوں کی حدت میں سارے شہر کو اپنے لپیٹ میں لے سکتی تھیں، لیکن جھنگ فیصل آباد اور لاہور ہر سطح پر انتظامیہ آنے والے دنوں میں ہوا کے رُخ کو کیوں نہ محسوس کر سکے۔ مولانا حق نواز جھنگوی کے اپنے آخری خطبہ میں وارننگ کے باوجود مولانا کی حفاظت کا قطعاً کوئی بندوبست نہیں کیا گیا جبکہ اسلامی جمہوری اتحاد کے ایم پی اے سردار زادہ ظفر عباس نے پوسٹروں میں مولانا کے قتل کے لیے چھ لاکھ روپے کا انعام مقرر کیا تھا۔ (مشرق یکم مارچ) مولانا کے قتل کی واردات بھی ظاہر کرتی ہے کہ وہ ایک گہری سازش کا نتیجہ تھی۔ اس کی تفصیل چونکہ کسی اخبار میں شائع نہیں ہوئی اس لیے قارئین کے پیش خدمت ہے۔ قتل کے وقوع سے کچھ دیر پہلے مولانا مرحوم اپنے ہمسایوں کے ہاں ایک محفل بارات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے بزرگانوں کو کہا کہ وہ چند منٹ میں واپس



آتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہی اپنے مکان میں چلے گئے اور تھوڑی ہی دیر بعد اپنے گھر سے نکلے اپنے دستور کے مطابق انہوں نے اپنے اہل خانہ کو کہا کہ اندر سے دروازہ بند کر لیں۔ اس کے بعد انہوں نے حسبِ عادت مڑا کر دروازہ چیک کیا کہ اندر سے بند ہو چکا ہے یا نہیں۔ تسلی ہو جانے پر کہ دروازہ اندر سے بند ہو گیا ہے وہ چلنے کے لیے مڑے۔ ابھی چلنے ہی لگے تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار چار اشخاص نے نزدیک آکر اچانک فائرنگ کر دی۔ مولانا شدید زخمی ہو چکے تھے۔ اس لیے پیشتر اس کے کمرڈسٹرکٹ ہسپتال کے ڈاکٹر کچھ کر سکتے مولانا اپنے مالک حقیقی کے پاس جا چکے تھے مولانا کی اپنے قتل کے بارے میں پیشگوئی پوری ہو گئی تھی۔ مولانا نے اپنے مبینہ قاتلوں کی خود اپنے خطبہ جمعہ میں نشان دہی کر دی تھی۔ اس کے قتل کی اس سازش کے پیچھے "خفیہ ہاتھوں" کو بے نقاب کرنے میں مقامی انتظامیہ کو خاص دقت پیش نہیں آئی چاہیے لیکن اگر سیاسی مصلحتیں راہ میں پہاڑ کی طرح حائل ہیں تو ان کا نتیجہ عبرت ناک بھی نکل سکتا ہے۔ یہ کسی شرافت کی سیاست ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کا ایک نمبر صوبائی اسمبلی مولانا جھنگوی کے قتل کے لیے چھ لاکھ کا انعام مقرر کرے اور صوبے کا وزیر اعلیٰ اس قتل کا ذمہ دار پیپلز پارٹی کو ٹھہرائے۔ کسی تحقیقات سے پہلے ہی فیصلہ صادر فرما دینا کہاں کا انصاف ہے۔" اسی سلسلے میں کرنل موصوف لکھتے ہیں۔ دوسرے دن بھی ہنگامے جاری رہے اور فائرنگ کے دوران اہل سنت والجماعت کا لڑکا بھی ہلاک ہو گیا۔ تیسرے دن قتل ختم ہونے پر اہل سنت و جماعت کے قائدین نے مسجد لال جھنگ سٹی سے اعلان کیا کہ ساڑھے گیارہ بجے وہ جلوس کی شکل میں تھانے کو توالی کے علاقہ میں جائیں گے لیکن فساد کے خطرہ کے پیش نظر لوگ ٹولیوں کی شکل میں جانا شروع کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی شیعہ علماء نے بھی اعلان کر دیا کہ اہل شیعہ اپنی امام بارگاہ اور جان و مال کے تحفظ کے لیے گلیوں کے کونوں پر مورچہ بندی کریں۔ یہ حکم ملتے ہی شیعہ حضرات بھی اپنے علاقہ میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ ادھر سنی لوگوں نے بھی مورچہ بندی کا اعلان کر دیا اور مسجد لال جھنگ سٹی جانے والی سڑک پر بڑی رکاوٹیں کھڑی کر دیں تاکہ شیعہ طبقہ ان پر حملہ نہ کر دے۔ خانہ جنگی کی ان تیاریوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے لوکل پولیس اپنے پاس بکتر بند گاڑیوں کے ہوتے ہوئے کیوں بے بس رہی۔ جنگ کا آغاز شیعہ کمیپ کی طرف سے پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد جرنالی فائرنگ اور پھر دونوں طرف سے گولیوں کی بوجھار صبح ساڑھے گیارہ بجے سے شام ساڑھے ۶ بجے



تک جاری رہی — مولانا جھنگوی کے قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے تحریک فقہ

جعفریہ کے سربراہ علامہ سید ساجد نقوی نے کہا ہے کہ امن و امان رکھنے والے ادارے پنجاب میں  
فقہ جعفریہ کے لوگوں کو تحفظ دینا کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اس لیے دہشت گردی کے علاقوں میں  
شیعہ برادری کا فرض ہے کہ وہ اب اپنے تحفظ کے لیے خود انتظامات کی منصوبہ بندی کرے۔ اس  
کے ساتھ ہی ساتھ علامہ سید ساجد علی نقوی نے پنجاب انتظامیہ پر تنقید کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ  
مختلف الزامات کے پیش نظر کسی محکمہ تحقیق کے بجائے ہائی کورٹ کا ایک نل بینچ مولانا جھنگوی  
کے قتل اور اس کے محرکات کی تحقیقات کرے۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ہر تہ  
فکر کے دانشمند علماء اور عوام علامہ سید ساجد علی نقوی کے اس مطالبہ کی پُر زور حمایت کرتے ہیں اور  
مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر حکومت پنجاب اپنا یہ فریضہ ادا کرنے میں مزید تاخیر سے کام لے تو صدر مملکت  
یا وزیر اعظم اس اعلیٰ سطح جوڈیشل تحقیقات کا اہتمام کریں۔ (مشرق لاہور، مارچ ۱۹۹۰ء)

حامد علی موسوی کی پریس کانفرنس

اسی مشرق میں یہ شائع ہوا ہے کہ ملت جعفریہ کی  
قائد آغا حامد علی شاہ الموسوی نے علی مسجد راولپنڈی

میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اخبار میں ان کا خطاب جو شائع ہوا ہے اس میں مارشل لا وغیرہ  
کی باتیں بھی ہیں۔ ہم یہاں وہ حصہ پیش کر رہے ہیں جس کا تعلق مولانا حق نواز جھنگوی کے سانحہ سے ہے۔  
ان سے سوال کیا گیا کہ: مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

جواب: میں پہلے بھی کہ چکا ہوں کہ ان اقدام کے ذمہ دار وہی لوگ ہیں جو جمہوریت کا فروغ نہیں چاہتے  
اور اذیت فری پھیلا کر ملک کو فترت و اراذل و فسادات کی آماجگاہ بنانے کے درپے ہیں اس سلسلے میں مجھے پریس  
اور حکمرانوں سے شکایت ہے کہ ہوا کا رخ دیکھ کر بعض معاملات میں دباؤ قبول کر لیتے ہیں جس سے  
کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں جیسا کہ کسی اخبار نے جھنگوی قتل کیس کے سلسلہ میں ایک خبر شائع کی تھی جس  
میں خدشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اس کیس میں شاید ایران کا ہاتھ ہوگا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ سب کو علم ہے  
کہ ایران وہ ملک ہے جس نے سب سے پہلے پاکستان کو قبول کیا اور رشتہ دشمنی قائم رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
کے واجب القتل ہونے کے باوجود میں فتویٰ بھی پورے عالم میں سے صرف ایران ہی سے جاری ہوا  
علامہ ازیں ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی ایران نے مدد کی اور اب یہ مسئلہ کشمیر جو استصواب رائے



ہم مل کر ناچاہتے ہیں اس معاملہ میں بھی پورے دنیائے اسلام میں سے کھل کر پاکستان کی تائید صرف ایران نے کی ہے۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ ایک ایسا ملک جو مشترکہ دشمن کے خلاف کھل کر پوری قوت سے آپ کا ساتھ دیتا ہے وہ چاہے گا کہ پاکستان میں افراطی ہو۔ یہ ان لوگوں کی سازش ہے جو پاکستان میں فسادات پھیلانے کے لیے توجہ ہٹانا چاہتے ہیں۔

(سوال) کیا مولانا جھنگوی کا قتل بھی علامہ احسان الہی ظہیر، علامہ عارف احسنی اور دیگر مختلف فرقوں کے علماء کے قتل کی سازش کی ہی کڑی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ فرقہ وارانہ فسادات کرائے جاسکیں؟

(جواب) مارشل لا دور میں جس طرح اہل تشیع کو کچلا گیا تھا اس طرح کسی کو نقصان نہیں پہنچا۔ صدہ میں ہمارے ۱۰ افراد شہید ہوئے۔ کراچی میں شیعوں کا قتل عام کیا گیا۔ لاہور میں ۷۲ مساجد اور امام بارگاہیں جلائی گئیں۔ گلگت میں اہل تشیع کو ترہیغ کیا گیا اور بنی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔ پھر ڈیرہ اسماعیل خاں میں ہمارے دس افراد شہید کیے گئے اور علامہ عارف حسین سید طاہر علی شاہ جیسی شخصیتوں کو شہید کیا گیا لیکن آپ یہ بتائیں کہ اتنا جانی و مالی نقصان ہوا لیکن ہم نے کسی کی مسجد، مدرسے یا دینی مرکز کو آگ نہیں لگائی اور نہ کسی کو کافر کہا لیکن مقام افسوس ہے کہ ایک مخصوص شر پسند ٹولہ کافی عرصہ سے ہر بات پر اہل تشیع کے خلاف تکفیر کے نعرے لگا رہا ہے۔ نہ تو کسی سیاست دان نے اس بارے میں آواز اٹھائی نہ حکومت نے اس اشتعال انگیزی کا نوٹس لیا اور نہ کسی اخبار نے آج تک اس بارے میں کوئی ادارہ لکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں سیاست دان حکمران اور پریس اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ دشمن کی تو کوشش یہ ہے کہ پاکستان فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھے اور یہ ٹون نہ ہے لیکن ہمارا عہدہ ہے کہ ان عناصر کی تمام سازشوں کو خاک میں ملا دیں گے۔ میں تو یہ عرض کروں گا کہ پورا ملک شرارتی چہروں سے بخوبی واقف ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو پاکستان کی تشکیل کے بھی خلاف تھے اور قائد اعظم جیسی ہستی کو بھی انہوں نے کافر اعظم کہا تھا۔ اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ پریس کو تشیع فرقے کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ اسے بھی کلمہ حق کہنا چاہیے۔ جب سے جھنگوی کا قتل ہوا ہے اہل تشیع کے خلاف ایک رخ اختیار کر لیا گیا ہے جس کی اخبارات حوصلہ افزائی کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اسلام میں الزام تراشی حرام ہے خاص طور پر اخبار کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بغیر دلیل و شاہد کے کسی کو مورد الزام ٹھہرائیں۔



(سوال): کس اخبار نے اہل تشیع کے خلاف لکھا ہے؟ اخبارات میں تو آپ کے بیانات بھی آتے ہیں۔  
 (جواب): میں خبروں کے بارے میں صی احتیاط کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ مثلاً ایک اخبار میں  
 یہ خبر آئی ہے کہ ایک صاحب نے بیان دیا ہے کہ اہل تشیع کے خلاف غیر شیعہ متحد ہو جائیں۔ ہم نے تو  
 آج تک اہل تشیع کو کسی کے خلاف متحد ہونے کے لیے نہیں کہا بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ تمام سنی اور شیعہ  
 آپس میں بھائی بھائی ہیں اور جو بھی ان میں تفریق ڈالتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ جو لوگ شیعہ کافر  
 کے نعرے لگا رہے ہیں شیعہ بھی انہیں کافر کہنا شروع کر دیں تو پھر مسلمان کون ہے گا۔ آپ دیکھیں کہ رسول تو  
 کافروں کو مسلمان بنانے آئے تھے اور پاکستان کے بعض لوگ مسلمانوں کو کافر قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔  
 میں یہ چاہتا ہوں کہ اخبارات میں جب مختلف مسائل کے بارے میں ادارہ لکھے جاتے ہیں تو اس قسم  
 مسئلے کے بارے میں اخبارات کو ضرور آواز اٹھانی چاہیے۔ اس موقع پر ان اخبارات کو خراج تحسین پیش  
 کرتا ہوں جو بھائی چارے کو فروغ دینے پر زور دیتے ہیں۔ تمام اخبارات کو چاہیے کہ وہ لسانیت اور  
 فرقت داریت کے خاتمے کے لیے بھی اپنے کالموں میں خصوصی طور سے لکھیں۔ حال ہی میں گلگت میں ۱۳ حب  
 کے موقع پر پانچ اہل تشیع کو اغواء کر کے شہید کر دیا گیا لیکن کسی اخبار نے اس بربریت کے خلاف  
 آواز نہیں اٹھائی اور کوئی ادارہ نہیں لکھا۔ پاکستان کی تشکیل میں ہمارا خون شامل ہے۔ ہمیں درج چہارم کا شہر  
 نہ سمجھا جائے۔ اس زمین پر ہمارا درجہ اول کے شہری کا حق ہے۔ ہمارے ساتھ جب بھی ظلم ہوتا ہے اس  
 کے بارے میں ضرور رد عمل ہونا چاہیے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا  
 علاوہ ازیں ۲۱ مارچ کو پورے ملک میں جشن نوروز کے جلوس برآمد ہوتے ہیں۔ میں حکومت سے مطالبہ  
 کرتا ہوں کہ ان جلوسوں کو تحفظ فراہم کرے۔ جھنگ میں حال ہی میں ہماری امام بارگاہ میں اور تبرکات  
 کو نذر آتش کیا گیا ہے جو ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ ہماری شرافت اور صبر و تحمل کو کمزوری نہ سمجھا  
 جائے۔ ہمارا صبر اور خاموشی صرف ملکی بقا کے لیے ہے۔ ہم نے آٹھ ماہ تک راولپنڈی میں ایچی ٹمپشن کیا لیکن  
 کسی ریڑھی یا دکان کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ ایک قتل کیس کی اڑ میں عبادت گاہوں کی بے حرمتی  
 کہاں کا اسلام ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ پیامبر بریز ہونے سے پہلے شریکوں کو لگام دے۔ اس سلسلے  
 میں علماء کرام اور لیڈروں سے کموں لگا کر وہ اپنے کارکنوں کو قابو میں رکھیں اور کسی کو برا نہ کہیں۔ سنی شیعہ



زمینِ پاکستان بلکہ اسلام کے مضبوط بازو ہیں جنہیں مشترکہ دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہو گا۔ آپس میں دست و گریباں ہونا کسی کے مفاد میں بھی نہیں ہے۔ ہم ملک میں ہونے والی تخریب کاری اور قتل و غارت گری کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ وہ کام کریں گے جس میں پاکستان کی عزت اور عوام کا وقار بلند ہو۔

(روزنامہ مشرق لاہور، ۴ مارچ ۱۹۹۰ء)

ساجد نقوی کی پریس کانفرنس | تحریکِ مخالفہ جعفریہ کے دوسرے قائد مولوی ساجد علی نقوی نے ۲۷ فروری کو اسلام آباد میں پریس کانفرنس

سے خطاب کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ جنگِ راولپنڈی ۲۸ فروری کی اشاعت میں اور مکمل متن شیعہ ہفت روزہ رضا کار لاہور ۱۶/۲ مارچ میں شائع ہوا ہے جس کے بعض اقتباسات حسبِ ذیل ہیں:

آج میں پنجاب میں فرقہ واریت کی تازہ ترین صورتِ حال کے پس منظر اور مضمرات پر آپ سے تبادلہ خیال کرنا چاہتا ہوں۔ مارشل لا حکومت نے خاص مقاصد کے حصول کے لیے فرقہ واریت کی سرپرستی کی اور بعض اندرونی اور بیرونی عوامل کے پیش نظر اس ساری مہم کا نشانہ اہل تشیع کو بنایا گیا۔ گلگت، پارہ چنار، ڈیرہ اسماعیل خان اور کوئٹہ میں شیعہ عوام کا قتل عام کیا گیا۔ لاہور، کراچی، ملتان، سرگودھا، فیصل آباد، سکھر، شکارپور اور دیگر درجنوں شہروں میں شیعہ املاک اور عبادت گاہوں پر مسلح حملے کیے گئے۔ پاکستان کے دیواریں نفرت انگیز مغروں سے سیاہ کر دی گئیں۔ تقریروں اور تحریروں کے وسیع سلسلوں میں غلیظ الزامات اور کفر کے فوٹے جاری ہوئے۔ یگیوں اور بازاروں میں کھلے بندوں شیعہ کافر کے نعرے لگائے گئے۔ بسکین پاکستان کے شیعہ مسلمانوں نے وحدتِ مسلمین اور ملک و ملت کے مفاد میں صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ہم نے مقامی تھانہ انچارج سے لے کر صدر پاکستان اور وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ تک کو بار بار بلا کر ان مذموم اور ملک دشمن حرکتوں کی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ فرقہ واریت کی اس لہر کو آج ہی روکیں جو زبان اور قلم کے ذریعے شدت اختیار کرتی جا رہی ہے ورنہ کل ملک دشمنوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔

② مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کے سلسلے میں نقوی صاحب نے کہا کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جھنگ میں ہونے والے اس حالیہ قتل کی تحقیقات بالآخر کورٹ کے ججوں سے کروائے درنہ اس مقدمہ قتل کی تحقیقات پر ہم اعتماد نہیں کریں گے۔ ہم واضح الفاظ میں کہتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب نواز شریف، ان کی انتظامیہ اور پولیس پر ہمیں قطعاً کوئی اعتماد نہیں۔ لہذا اگر پنجاب حکومت اس قتل میں قورٹ نہیں ہے

تراسے چاہئے کہ اس قتل کی تحقیقات ہائی کورٹ کے ججوں سے کروائے اور ایسی تحقیقات کی روشنی میں قاتلوں کو 'خواہ وہ کتنے ہی بااثر کیوں نہ ہوں' بلا تاخیر سزا دی جائے۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی مناسب ہوگا کہ پنجاب پولیس کا یہ دعویٰ انتہائی غلط اور بے بنیاد ہے کہ انہوں نے قتل کے چاروں ملزموں کو چھاپے مار کر گرفتار کیا ہے حالانکہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ وہ خود گرفتاری کے لیے پیش ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کو ایف آئی آر میں نامزد کیا گیا ہے اس لیے شہری اور قانونی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے وہ قانون کے سامنے پیش ہو گئے۔

(۳) ہم نے گیارہ سال مبر دھمک کا مظاہرہ کیا کہ شاید جمہوریت کے طلوع کے ساتھ ہی فرقہ واریت کے یمنحوس سایہ اپنے پرمسیٹ لیں گے مگر افسوس کہ ہماری توقعات پوری نہ ہو سکیں۔ لہذا اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے عقائد، مقدسات اور جان و مال کا دفاع ہم خود کریں گے۔ ریاستی ڈھانچہ اور اداسے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں کمسر ناکام ہو چکے ہیں۔ ہم غیر معینہ مدت کے لیے تشدد کی ایک طرف کارروائیوں کے ذریعہ زیرِ طانی مالی نقصانات کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ دفاع ہمارا شرعی، قانونی اور بنیادی حق ہے اور جعفریہ اپنے اس حق کو بھرپور استعمال کرے گی۔ میں شیعیانِ پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے عقائد دینی شعائر، جان و مال اور ابرو کے تحفظ کے لیے نہایت ہوشمندی کے ساتھ ملک کی سلامتی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے دفاع کا حق پوری شدت کے ساتھ استعمال کریں۔ یہاں میں دیوبندی مکتب فکر کے سنجیدہ طبقات اور اسلام و مسلمین کے لیے درد رکھنے والے رہنماؤں کو بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی صفوں میں گھسے ہوئے ایسے تشدد اور شرسپند عناصر کی حوصلہ شکنی کریں۔ میں سوال کرتا ہوں کہ آخر یہ کونسا اسلام ہے کہ جو لوگوں کے گھروں کو ٹوٹنے اور جلانے کی اجازت دیتا ہے میں سوال کرتا ہوں رائے عامہ کے رہنماؤں سے کہ انہیں تجزیہ کریں کہ اس قتل اور اس کے نتیجے میں ہونے والے فسادات براہِ راست فائدہ کس کو پہنچا رہے ہیں۔ کہیں یہ مسئلہ کشمیر سے اسلامیانِ پاکستان کی توجہ ہٹانے کی سازش تو نہیں؟ کہیں یہ ان غیر ملکی ایجنٹوں کا کھیل تو نہیں جو لندن میں لسانی بنیادوں پر یون کی بولی کھیل رہے ہیں؟ اور اب پنجاب کو جہنم بنانا چاہتے ہیں۔

(۴) مجھے یقین کامل ہے کہ کراچی، جھنگ، گلگت، لاہور کے واقعات کوئی الگ الگ واقعات نہیں بلکہ ایک منظم منصوبہ بندی کی باہمی طور پر مربوط ایسی کڑیاں ہیں جس کا لازمی مقصد پاکستان کو داخلی طور پر



تباہ کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اس سازش کا آخری مرحلہ ایک وسیع خارجی جارحیت کی شکل میں رونما ہوگا۔

⑤ اس پریس کانفرنس میں نقوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ: لیکن ان تمام حقائق کے باوجود پاکستان میں موجود ایک قلیل گروہ اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر شیعوں کو غیر محبت وطن اور کافر قرار دے رہا ہے۔ میں یہاں صاف صاف کہتا ہوں کہ ہمیں ان الزامات کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم ایسے لوگوں سے اسلام کی سند حاصل کرنا چاہتے ہیں جن کا خود مسلمان ہونا مشکوک ہے اور نہ ہی ہمیں ایسے عناصر سے محبت وطن ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی کوئی ضرورت ہے جن کی حب الوطنی کی داستانیں تحریک پاکستان کی تاریخ کا سیاہ باب ہیں

محمد عظیم صدیقی کا بیان | بہشت روزہ اسد لاہور ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء میں دفائع نگار خصوصی محمد عظیم صدیقی کی جو خصوصی رپورٹ شائع ہوئی ہے، اس کے اہم

آبجیکٹس حسب ذیل ہیں۔

① اسلام آباد۔ پاکستان کے بلند پایہ اور شعلہ بیان عالم دین مولانا حق نواز جھنگوی کو جنہیں گزشتہ روز جھنگ میں بڑی بیدردی سے قتل کیا گیا تھا، کے متعلق انتہائی اعلیٰ حلقوں سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ یہ کارروائی ہندوستانی ایٹلی جنس "را" کی کارروائی ہے۔

② اس سے قبل ممتاز شیعہ عالم علامہ عارف الحسینی، جو ملک کے ہر مکتب فکر میں یکساں مقبول تھے، کے قتل کے بعد مولانا جھنگوی کو قتل کر کے انہیں شیعہ برادری کے خلاف استعمال کرنے کے لیے "را" کے اعلیٰ دماغ نے منصوبہ بندی کی اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جو انتہائی اعلیٰ تخریب کاروں کو منتخب کیا گیا انہیں اس کام کے عوض انتہائی پرکشش مراعات اور انعامات کا بھی وعدہ کیا گیا تھا۔ مولانا جھنگوی کی ناز جنازہ اور تدفین کے بعد جھنگ شہر میں فسادات کرانے کی غرض سے ایک خوفناک منصوبے کے تحت وہ تخریب کار جھنگ کے ہوٹلوں میں نہیں ٹھہرے تاکہ پولیس کے ہتھے چڑھ سکیں بلکہ اس مقصد کے لیے فیصل آباد اور لاہور میں ٹھہرے اور وہاں سے آتے جاتے رہے۔ اس کام کے بعد یہ تخریب کار اب ملک کے مختلف حصوں میں پھیل گئے ہیں اور اب وہ اپنی مذموم کارروائیوں کے لیے صوبہ سرحد کا رخ بھی کرنے والے ہیں۔

(۲) انتہائی اعلیٰ حلقوں سے پتہ چلا ہے کہ وفاقی حکومت نے سیکورٹی ایجنٹوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مذہبی شخصیات کی مخالفت کے لیے خصوصی انتظامات کرے کیونکہ ”اپنی آئندہ کارروائیوں کے لیے دوسری اہم شخصیتوں کو بھی نشانہ بنا سکتی ہے۔“

تبصرہ | مولانا حق نواز شہید مرحوم کے سانحہ کے سلسلے میں ہم نے سیاسی علماء، زعماء اور صحافیوں کے بیانات درج کر دیے ہیں جس کے پیش نظر قارئین حضرات کسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ ہم نے خصوصاً نفاذ فقہ جعفریہ کے دونوں دھڑوں کے سربراہوں کی پرسیں کانفرنسوں کے ضروری اقتباسات بھی نقل کر دیے ہیں۔ ان دونوں سربراہوں نے اپنی مطلوبیت کا ردنا تو دیا ہے لیکن بعض حقائق کو کبیر نظر انداز کر دیا ہے۔ ان شیعہ زعماء کا یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ پاکستان میں اور خصوصاً صدر ضیاء الحق مرحوم کے گیارہ سالہ دور حکومت میں شیعوں پر مظالم ڈھائے گئے ہیں۔ یہاں تفصیل کا تو موقع نہیں لیکن حسب ذیل معروضات سے حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

(۱) صدر ضیاء الحق کے دور میں محرم کی دو چھٹیاں کر دی گئیں حالانکہ پہلے صرف دس محرم کی ایک ہی چھٹی ہوتی تھی۔

(۲) ۱۹۸۰ء میں شیعہ مطالبات منوانے کے لیے مفتی جعفر حسین کی قیادت میں باوجود حکومت کی مخالفت کے شیعہ لاکھوں کی تعداد میں اسلام آباد میں جمع ہوئے۔ احتجاجی مظاہرے کیے حتیٰ کہ سیکریٹریٹ کا گھیراؤ کر لیا۔ پولیس کے آدمیوں کو زخمی کیا۔ اس وقت کے مذہبی امور کے وزیر کی کارروائی۔ اس کو دھمکیاں دیں۔ صدر ضیاء الحق پر لعن طعن کی بوجھاڑ کی کیا یہ ملت شیعہ کا پرسکون مظاہرہ تھا؟ لیکن اس کے باوجود صدر مرحوم نے صبر و تحمل سے کام لیا۔

(۳) ۶ جولائی ۱۹۸۵ء میں تحریک فقہ جعفریہ کے سابق صدر عارف الحسینی کے پروگرام کے تحت کورڈ میں شیعوں نے اپنی جنگی طاقت کا مظاہرہ کیا۔ پولیس والوں کو قتل اور زخمی کیا۔ ان کی گردنیں کاٹ کر ان کے سر وں کو مائمی علموں پر لٹکایا، سکول کی طالبات کی بے عزتی کی۔ اس میں قریباً دو سو ایرانی مسلح شیعہ بھی شریک ہوئے حتیٰ کہ فوج نے آکر کنٹرول کیا اور جدید بھاری اسلحہ برآمد کیا۔ پھر بھی صدر ضیاء الحق نے ایرانی تخریب کاروں کو بغیر کسی انتقام کے واپس ایران بھیج دیا۔

(۴) صدر ضیاء الحق کے دور میں مائمی جلوسوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ محرم اور حرام میں ہر



میں ہزاروں مامی جلوس اپنی پوری ہنگامہ آرائی کے ساتھ برآمد ہوتے ہیں اور پولیس یا فوج ان کی حفاظت کرتی ہے۔ پبلک کاروبار معطل ہو جاتے ہیں۔ سرکاری کچھریاں اور عدالتیں مامی جلوس کے موقع پر دیران نظر آتی ہیں اور قوم کا کرداروں روپہ حکومت کی طرف سے مامی جلوس کی نذر ہو جاتا ہے۔

۵ موجودہ ایرانی انقلاب کے بانی خمینی صاحب نے اپنے خطبہ محرم میں واضح کر دیا کہ یہ مامی جلوس سیاسی ہیں۔ چنانچہ لکھا:

"شاید یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ صرف ایک گریہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہمارا یہ گریہ سیاسی، اجتماعی اور نفسیاتی مسئلہ ہے۔ — عاشوئے کے دن جو ہمارے جلوس نکلتے ہیں ان کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ اس کو ہم لانگ مارچ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ جلوس مارچ ہیں جو سیاسی تقاضوں کے مطابق ہیں۔ یہ شعائر سابقہ روایات کی طرح بلکہ اس طرح سے بہتر طریقے پر منائیں۔ وہی سبز زنی ڈہی نوے، وہی گریہ بول اور یہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔ سید الشہداء کی مصیبت کے بارے میں جو ہم آہنگی پائی جاتی ہے، یہ دنیا میں سب سے بڑی سیاسی طاقت ہے الخ

(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ جنوری ۱۹۸۰ء)

زکوٰۃ آرڈیننس | صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے جب زکوٰۃ و عشر آڈیننس نافذ کیا تو شیعوں نے اس کی مخالفت کی۔ چنانچہ شیعہ مجتہد مفتی جعفر حسین صاحب نے اسلامی

نظریاتی کونسل سے استعفا دیتے ہوئے یہ بیان دیا کہ:

اسلامی نظریاتی کونسل کے سامنے ابھی تک دو ایسے مسائل پیش ہوئے ہیں جن میں شیعہ منشی نظریات میں اختلاف ہے۔ ایک مسئلہ زکوٰۃ اور دوسرا چور پر حد جاری کرنے یعنی ہاتھ کاٹنے کے بارے میں۔ مولانا مفتی جعفر حسین نے کہا کہ فقہ جعفریہ کے مطابق نو چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سونے چاندی اور نوٹوں پر زکوٰۃ نہیں بلکہ سکوئ پر ہے اور پھر یہ کہ شیعوں سے زکوٰۃ پر وصول شدہ رقم شیعوں پر ہی صرف ہو سکتی ہے۔ عشر بنی زمین پر سرے سے واجب نہیں۔ یہ عرف اس سرکاری زمین پر ۱۰ فیصد لگتی ہے جو مزارعین کو پٹر پردی جاتی ہے۔ چور کے

چوری کرنے پر بائیس ہاتھ کی چار انگلیاں کاٹی جاتی ہیں۔ (بحوالہ روزنامہ مشرق لاہور ۲۴ فروری ۱۹۷۹ء) صدر ضیاء الحق نے بڑی کوشش کی لیکن اہل تشیع نے زکوٰۃ دنیا تسلیم نہ کیا اور آخر کار مرحوم خان کو

زکوٰۃ آرڈی نس سے مستثنیٰ کر دیا اور اس وجہ سے کئی اہل سنت نے بھی زکوٰۃ سے بچنے کے لیے شیعہ فارم پُر کر دیے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ صدر ضیاء الحق کی سنگین شرعی غلطی تھی لیکن شیعوں کو تو اس کا یہ احسان بھولنا نہیں چاہیے۔ جنرل ضیاء الحق نے شیعہ مطالبات پر غور کرنے کے لیے سنی شیعہ علماء پر مشتمل ایک سٹینڈنگ کمیٹی (مجلس قاسم) بھی قائم کی تھی جس کے ایک اجلاس میں شرکت کے بعد مفتی جعفر حسین صدر انجمن نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان اس کمیٹی سے بھی مستعفی ہو گئے اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ ملک بھر میں شروع کر دی اور اسی سلسلے میں انہوں نے اسلام آباد کے گھیراؤ کا منصوبہ تیار کیا جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

سابق صدر ایران خامنہ ای نے (جواب خمینی کے بعد رہبر اور سرپرست  
**خامنائی کا دورہ پاکستان** | ہیں) جنوری میں پاکستان کا چار روزہ دورہ کیا تھا۔ وہ ۱۲ جنوری

کو اسلام آباد ایئر پورٹ پر اتارے تو حکومت پاکستان نے ان کو ۲۱ توپوں کی سلامی دی۔ پھر ۱۵ جنوری کو جب وہ لاہور ایئر پورٹ پر اتارے (اور ان کے ساتھ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق بھی تھے) تو شیعوں نے بڑی تعداد میں ان کا استقبال کیا اور جہاں انہوں نے ایران زندہ باد کے نعرے لگائے وہاں ضیاء الحق مردہ باد کے بھی نعرے لگائے۔ چنانچہ اخباری رپورٹ درج ذیل ہے:

شیعہ حضرات کا ہجوم جس نے سڑک روک رکھی تھی اور سڑک پر دو رو یہ بھی ایئر پورٹ سے اُپر مال تک ٹولیوں میں موجود تھے صدر خامنہ ای اور ایران کے حق میں نعرے لگائے تھے جبکہ وہ صدر ضیاء الحق مرہ باد وزیراعظم محمد خان جوینجو مرہ باد۔ امریکیہ مرہ باد۔ امریکی کتے ہائے کے نعرے لگائے تھے۔ بعد ازاں یہ حضرات جب بسوں پر سوار ہو کر واپس اپنے گھروں کے لیے روانہ ہوئے تو دھڑ سے گزرتے ہوئے حکومت پاکستان، صدر ضیاء الحق اور وزیراعظم جوینجو کے خلاف اشتعال انگیز اور توہین آمیز نعرے لگاتے رہے۔  
 (نوائے وقت راولپنڈی ۱۶ جنوری ۱۹۸۶ء)

② صدر ایران خامنہ ای سے ملاقات کے لیے ایرانی سفیر نے متعدد علماء کو دعوت دی۔ ۱۳ جنوری کو قریباً ایک سو علماء خامنہ ای کی ملاقات کے لیے جمع ہوئے جن میں اکثریت شیعہ علماء کی تھی۔ اس اجتماع میں سید اسعد گیلانی (مودودی جماعت اسلامی کے سابق ایم این اے) بھی تھے۔ بریلوی کتب فکر کے ایک عالم قاضی اسرار الحق صاحب بھی تھے۔ اس ملاقات کی اخباری رپورٹ بعنوان "جھلکیاں" حسب ذیل ہے:

اجلاس میں بار بار جو نعرے بند کیے جاتے رہے وہ یہ تھے۔ مرہ باد امریکیہ، مرہ باد روسیہ، مرہ باد



سراپل - مردہ باد دشمن ولایت فقیرہ بنجرہ حسینی - رہبر خمینی - ای الہی تا انقلاب لمدی - زندہ رہے خمینی -  
 صلات برآل محمد - صلوٰۃ بر امام خمینی - علامہ عارف حسین اور ان کے بعض ساتھیوں نے ایک خون سے لکھا ہوا کتبہ  
 ایرانی صدر کی آمد پر انہیں پیش کیا جبکہ سید اسعد گیلانی نے اپنی کتاب "سفرنامہ ایران" صدر ایران کو پیش کی -  
 اثنا عشری عالم صفدر حسین نجفی نے اپنی تقریر میں حکومت پاکستان اور صدر ضیاء الحق کا براہ راست نام لیے  
 بغیر دوز پر محاکاتی انداز میں تنقید کی اور ایران کی حکومت کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا - انہوں نے کہا کہ  
 جو منافق تھے وہ بس باتیں ہی کرتے رہے اور آخر کار یہ کہہ دیا کہ ہم دین کے نفاذ میں ناکام ہو گئے مگر جو  
 مرثیین تھے انہوں نے پہلے ہی روز سے مکمل اسلام نافذ کر کے دکھا دیا اور یہ ایسا کارنامہ ہے جس کے لیے  
 ہمارا امام ہر تنہا اور تحسین کا سزاوار ہے - ان کی تقریر کے بعد حاضرین کی جانب سے ایک نیا نعرہ بلند ہوا  
 اور وہ یہ تھا "دشمن دین متین - منافقین منافقین" (زلزلے وقت راولپنڈی ۴۱ جنوری ۱۹۸۵ء)  
 خامنائی کی آمد پر صدر ضیاء الحق کی موجودگی میں ایئرپورٹ پر شیعوں کا ضیاء الحق مردہ باد کے نعرے لگانا  
 اور خامنائی کے اجلاس میں منافقین منافقین کا طعنہ دینا یہ کوئی معمولی اشتعال انگیزی نہیں ہے لیکن  
 صدر ضیاء الحق مرحوم نے بڑے حوصلہ سے برداشت کیا اور شیعوں کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی  
 نہیں کی لیکن اس کے باوجود بھی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے دونوں سربراہ ساجد نقوی صاحب اور جلیل  
 صاحب صدر ضیاء الحق کے دور کو گیارہ سالہ ظالمانہ دورِ آمریت قرار دیتے رہے ہیں - علاوہ ازیں صدر  
 ضیاء الحق کے دور میں شیعہ مصنفین نے کھل کر اپنی تصانیف میں صحابہ کرام رض - اہل بیت المؤمنین اور خلفائے  
 راشدین رض کے خلاف زہرا گلا ہے لیکن صدر ضیاء الحق مرحوم نے صحابہ آرڈیننس کے باوجود کسی شیعہ مصنف  
 پر ہاتھ نہیں ڈالا - یہ اس کی کمزوری تھی یا شیعوں کے ساتھ رواداری کرنے کی ایک پالیسی - بہر حال ضیاء  
 دور میں شیعیت کو تقویت ہی ملی - اس کے باوجود اگر وہ اپنی مظلومیت کا اظہار کرتے رہے ہیں تو یہ  
 ان کی مخصوص سیاست کا ایک اہم حصہ ہے -

چند سالوں سے ایرانی شیعہ حج کے بہانے ہزار ہا کی تعداد  
 میں حرمین شریفین میں سیاسی مظاہرے کرتے رہے

ج ۱۴۰۶ھ اور سانحہ مکہ مکرمہ

میں اور ۱۴۰۶ھ میں بھی ہنگامہ خیز مظاہرے کئے تھے حتیٰ کہ ان کے تھیلوں سے قریباً ڈیڑھ سو کلو گرام  
 مواد بھی برآمد ہوا تھا لیکن خادم الحرمین الشریفین شاہ محمد نے اپنی وسعت قلبی کی بنا پر ان سے مراخذہ نہیں

کیا بلکہ حکومت کی طرف سے اس بات کو صیغہ راز میں رکھا گیا۔ اس سے ایرانیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور ۱۴۰۶ھ میں انہوں نے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ تعداد میں ایام حج میں اجتماع کیا جس میں فوجی افسر اور گوریے کثیر تعداد میں شامل تھے۔

حج سے پہلے ایرانیوں نے مدینہ منورہ میں زبردست سیاسی مظاہرہ کیا لیکن حکومت نے ان پر کوئی گرفت نہ کی پھر انہوں نے مکہ مکرمہ میں ایک خاص منصوبہ کے تحت ہنگامہ آرائی کی۔ چنانچہ ہفت حرمت (اسلام آباد) میں جو خصوصی رپورٹ شائع ہوئی ہے اس کے اہم اقتباسات درج ذیل ہیں:

① ۳۱ جولائی ۱۹۸۷ء مطابق ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ چونکہ ۲۹ جولائی سعودی عرب میں حج کے لیے آنے والوں کی آخری تاریخ تھی لہذا تمام عازمین حج نے جمعہ کی نماز حرم شریف میں ادا کی۔ اس وقت یہ بات کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ اس جمعہ کے مبارک دن اور حرمت والے مہینے میں تھوڑی ہی دیر کے بعد حرم شریف سے چند گز دور ایسا افسوسناک واقعہ رونما ہوگا جو پوری امت اسلامیہ کو خون کے آنسوؤں میں ڈبو جائے گا۔ ذوالحجہ کا یہ واقعہ حرم شریف سے چند گز دور مرکزی پوسٹ آفس کے پاس تھا۔ جبکہ عصر کی نماز ہونے والی تھی کہ مختلف راستوں سے ایرانی حجاج اپنے روحانی پیشوا امام خمینی اور شریعت مدار کی بڑی بڑی تصویروں کے ہمراہ اور سرخ اور سبز رنگ کے بڑے بڑے میزوں کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں اور بلڈنگوں سے باہر نکل کر اس مرکزی شاہراہ پر چلنا شروع ہوئے۔ ہر گروپ کے ہمراہ کچھ ایسے افراد تھے جن کے بازوؤں پر سرخ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ رفتہ رفتہ اکٹھا ہونے والے ہزاروں افراد میں سے بعض نے تیزی کے ساتھ کھمبوں پر چڑھ کر ایرانی لیڈروں کی تصویریں آدھریاں کر دیں۔

② جب عصر کی نماز کے بعد یہ جم غفیر ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں چلنا شروع ہوا تو سعودی سکیورٹی فورسز کے جوان اور دوسرے اعلیٰ حکام بھی اس موقع پر موجود تھے۔ پرجوش تقریروں اور جذباتی نعروں کے بعد تقریباً چھ بجے انہوں نے اس راستہ پر چلنا شروع کر دیا جو حرم شریف کی طرف جاتا ہے۔ تقریباً ایک کلومیٹر تک امن و امان برقرار رکھنے کے ذمہ دار حکام اور سکیورٹی فورسز کے جوان ان کے ہمراہ چلتے رہے لیکن جب فاصلہ حرم شریف کی طرف کم ہونا شروع ہوا تو سکیورٹی فورسز کے حکام نے جلوس کے لیڈروں سے کہا کہ اب اس سے آگے جانا ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس پر جلوس کے لیڈروں نے وعدہ کیا کہ وہ حرم شریف کے قریب ہو کر جلوس منتشر کر دیں گے۔ ساڑھے چھ بجے وہ اس جگہ پہنچے جہاں



سیکیورٹی فورسز نے ان کو ہر قیمت پر آگے جانے سے منع کر دیا کیونکہ اگر اس جگہ پر بھی سعودی فورسز مداخلت نہ کرتے تو وہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں سے وہ سیدھے حرم شریف میں داخل ہو جاتے اور جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا ان کا منصوبہ یہی تھا کہ وہ حرم شریف میں داخل ہوتے۔ جب سعودی فورسز کے جواؤں اور افسروں نے دوبارہ ان کو سمجھانا شروع کر دیا کہ اس سے آگے جانا مناسب نہیں ہے اور آپ کو اپنے دعوے کے مطابق جلوس منتشر کر دینا چاہیے۔ وہ مظاہرین کو نہایت زنی سے سمجھاتے رہے لیکن جواب میں ان کو لکڑی کے ڈنڈے، پتھر اور چاقو نظر آنے لگے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سیکیورٹی فورسز کے ایک دو جواؤں کو چاقو کے ایسے گہرے زخم آئے کہ وہ چکرا کر گر گئے۔ سعودی فورسز کے حکام کے ممبر کا پیانہ برباد ہو گیا تو انہوں نے اعلیٰ حکام سے فوری طور پر پولیس کے ذریعے احکامات وصول کرنا شروع کر دیے۔ جب اعلیٰ حکام کو بتایا گیا کہ ایرانی مظاہرین ہر قیمت پر حرم شریف کے اندر داخل ہونے پر تلے ہوئے ہیں تو انہوں نے واضح ہدایت جاری کر دی کہ جلد از جلد اس ہنگامے کو ختم کیا جائے۔ یہ احکامات ٹھیک چھ بج کر پالیس منٹ پر جاری ہوئے اور سات بج کر دس منٹ پر تمام جلوس منتشر ہو چکا تھا۔ اس نصف گھنٹے کی کارروائی میں چار صد دو (۴۰۲) افراد ہلاک ہوئے جس میں سعودی فورسز کے جوان، غیر ملکی عازمین حج اور ایرانی باشندے شامل تھے۔ مرنے والوں کی زیادہ تر تعداد ان عمر رسیدہ خواتین اور جمع کے اندر پھنسے ہوئے لوگوں کی تھی جو بھگدڑ میں پیروں تلے کچلے گئے۔ مرنے والوں میں ۸۵ سعودی فورسز کے جوان اور سعودی باشندے جن میں سے اکثریت کو زیادہ تر زخم چاقو چھری اور سر پر آہنی سلاخوں کی شدید ضربات سے آئے۔ ۴۲ افراد دوسرے ممالک سے آئے ہوئے حجاج تھے۔ ان کو بھی زیادہ تر زخم چاقو اور چھری کے وار سے آئے۔ ۲۷۵ ایرانی تھے جن میں زیادہ تر خواتین اور بوڑھے حجاج ہیں۔ یہ لوگ بھگدڑ میں پاؤں تلے بری طرح کچلے گئے۔

۴) ۳ اگست کو دو بجے دن جب حجاج کو ام عرفات کے میدان میں جمع تھے اور حج کا ایک اہم رکن ادا کر رہے تھے عین اس وقت سعودی ٹیلی ویژن پر وہ فلم دکھائی جا رہی تھی جس میں ایرانی حجاج مبینہ طور پر ۱۹۵ گلو دھماکہ خیز اور تخریبی مواد لاتے نظر آ رہے تھے۔

ایرانی عازمین حج نے بھگدڑ کے دوران جو سامان اپنے پیچھے چھوڑا اس میں

**لبیک یا خمینی** چاقو چھریاں، پوشٹر پیٹ اور امام خمینی کی تصویر تو خیر عام سی بات ہے لیکن اس سامان میں سے ایسی دستی گھڑیاں بھی دستیاب ہوئی ہیں جن کے ڈائل پر **لبیک یا خمینی**



نہایت جلی عبارت میں درج تھا حالانکہ ج کے موقع پر کروڑوں عازمین کی زبان پر صدیوں سے یہی ایکل مانا فرود  
جملہ ہوتا ہے۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ۔ یہ تبدیلی کیوں کی گئی اور اس کے پیچھے کیا مقاصد کارفرما تھے یہ امر  
ہموز سرستہ راز ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ گھڑیاں ایرانی حکومت نے اپنے ج مشن کے توسط سے حجاج کو  
فروخت یا تقسیم کی تھیں الخ (ہفت روزہ حرمت اسلام آباد ۴ تا ۱۰ ستمبر ۱۹۸۷ء) سانہ ملک  
مزید تفصیلات مدرسہ اہل اسلام چکوال کی سالانہ روداد از یکم رجب تا مجادی الثانی ۱۴۰۸ھ میں  
قابل مطالعہ ہیں۔

گزشتہ سال ۱۴۱۰ھ کے ایام ج میں مکہ معظمہ میں دو تین دھماکے ہوئے تھے جس کے  
ج ۱۴۱۰ھ | اڑھائی ماہ بعد مجرم پکڑے گئے تھے جن کے سعودی حکومت نے سر قلم کر دیے تھے

چنانچہ اخباری رپورٹ حسب ذیل ہے:

سعودی حکومت نے مکہ معظمہ میں ج کے موقع پر بم نصب کرنے کے الزام میں کویت کے ۱۶ باشندوں  
کو سزائے موت اور چار کو قید اور کوڑوں کی سزا دی ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق سعودی عرب کی  
سرکاری پریس ایجنسی نے وزارت داخلہ کے ایک بیان کے حوالہ سے کہا ہے کہ جن لوگوں کو سزائے موت  
دی گئی ہے ان میں دس ایرانی انسل کے تھے، تاہم یہ تمام ۱۶ کویتی باشندے تھے اور شیعہ مسلمان تھے۔  
جمعرات کے روز مکہ میں ان کے سر قلم کر دیے گئے۔ سعودی حکومت کا کہنا ہے کہ ان ۱۶ مبتدعہ مجرموں  
نے اسلامی عدالت میں سماعت کے دوران اقرار جرم کیا تھا۔ (جنگ راولپنڈی ۲۲ ستمبر ۱۹۸۹ء)  
اور سزائے وقت ۲۷ ستمبر ۱۹۸۹ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ: ایران نے مکہ مکرمہ میں دھماکوں کے  
الزام میں سر قلم کیے گئے۔ ۱۶ کویتی شیعہ رہنماؤں کے سوگ میں تعزیتی تقریب جمعرات کو تہران کے  
بہشت زہرا قبرستان میں امام خمینی کے مزار پر منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پارلیمنٹ کے سپیکر ممدی کرلی  
نے ایرانیوں سے اس تقریب میں شرکت کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ یہ کویتی مجرم نہیں شہید ہیں۔

منقول بالا واقعات و حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ دہر حاضر کے شیعہ تشدد اور قتل و قتال کی لہری  
پر گامزن ہیں اور وہ پاکستان کو بھی ایران بنا نا چاہتے ہیں اور مولوی ساجد نقوی کا یہ بیان خلاف  
حقیقت ہے کہ ہم نے گیارہ سال صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے الخ

جھنگوی کے قاتل کون ہیں | سابقہ اخباری بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ



آئی جے آئی) اس قتل کا الزام پیپلز پارٹی پر لگاتے ہیں اور پیپلز پارٹی آئی جے آئی کو اس کا ملزم ٹھہراتی ہے اور عابدہ حسین اور دوسرے شیعہ زعماء یہ بیان دے رہے ہیں کہ یہ قتل بھارت کی تنظیم "را" کے منصوبہ کے تحت ہوا ہے۔

لیکن واقعات کے پیش نظر ہمارا تجزیہ یہ ہے کہ قتل سیاسی نوعیت کا نہیں ہے کیونکہ مولانا حق نواز شہید مرحوم کوئی سیاسی شخصیت نہیں تھے۔ اگر تخریب کار پنجاب میں فسادات کرنا چاہتے تو دو بڑے دھمکوں میں سے کسی سیاسی شخصیت کو نشانہ بناتے۔ دراصل مولانا جھنگوی مرحوم کا یہ قتل مذہبی بنیاد پر ہوا ہے اور قاتل اور منصوبہ باز غالباً وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کی جارحیت کے خلاف مرحوم عمومی اجتماعات میں تقریریں کرتے تھے۔

(۲) یہ بات بھی خاص طور پر قابل غور ہے کہ ظفر عباس ایم پی اے نے ایسے پوسٹر شائع کئے تھے جن میں مرحوم کے قتل کی ترغیب دی تھی اور قاتل کے لیے انعام مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ کرنل اکرام اللہ کی تجویزاتی رپورٹ اور جمعیتہ علماء اسلام (فضل الرحمن گروپ) صوبہ پنجاب کے صدر مولانا امیر حسین شاہ گیلانی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) اہل تشیع کے مذہبی جرائد و اخبارات بھی مولانا جھنگوی مرحوم کے خلاف اشتعال انگیز بیانات دیتے رہے ہیں چنانچہ (۱) ہفت روزہ اسد لاہور نے بعنوان "حق نواز جھنگوی کی فتنہ انگیزی" ایک مستقل ادارہ لکھا ہے جس کے اقتباسات حسب ذیل ہیں (۲) حق نواز جھنگوی کا تعلق اس گروہ سے ہے جس نے آج تک پاکستان کے وجود کو صدق دل سے تسلیم نہیں کیا کیونکہ اس گروہ نے قیام پاکستان کے وقت اس کی کھل کر مخالفت کی تھی (۳) ملا حق نواز جھنگوی نے ایک تخریب کار جماعت "سپاہ صحابہ" کی بنیاد رکھی جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں فرقہ واریت کو ہوا دی جائے تاکہ اس ملک میں خانہ جنگی کی صورت پیدا کی جائے اور ملک کے حصے بخرے ہو جائیں (۴) ہم حق نواز جھنگوی اور ان کے فساداتی ٹولہ کو انتباہ کرتے ہیں کہ وہ تخریب کاری سے باز آجائیں ورنہ پاکستان کے عوام انہیں واپس ان کے آقاؤں کے پاس دھکیل دیں گے۔ (ہفت روزہ اسد لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء)

(۲) بعنوان "حق نواز جھنگوی کو کھلا چیلنج" لکھتے ہیں: ہم ایک عرصے سے آپ کی ہفوات سن رہے ہیں۔ خیال تھا کہ آپ شاید سنبھل جائیں مگر دن بدن شتر بے ہمار کی طرح اپنی مذموم روش میں تیزی ہی اختیار

کیے جا رہے ہیں۔ ہماری خاموشی محض وطن عزیز اور ملت اسلامیہ کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر ہی جس سے آپ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور "کافر کافر شیعہ کافر" کی اسلام سوز نعرہ بازی سے اپنی دکان چکاتے ہیں۔ آپ کے مبلغ علم سے بھی ہم خوب واقف ہیں کہ آپ اپنے مسلمات سے قطعاً نابلد ہیں لیکن آپ کی اس حقیقت کو مریاں کرنے کے لیے اب ہم مجبور ہیں اور آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ اصول مناظرہ کے تحت شرالذیل طے کر کے میدان میں آئیے۔ موضوع ایمان اور اسلام ہوگا پھر دنیا دیکھ لے گی کہ تمہارا ایمان و اسلام ثابت ہوگا یا شیعہ کا۔" سید بشیر حسین بخاری، صدر مرکز تحقیقات اسلامیہ بلاک ۲۰ سرگودھا

(ہفت روزہ "اسد" لاہور ۱۸ جون ۱۹۸۹ء)

(۲) تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان ضلع خوشاب کے جنرل سیکرٹری ممتاز حسین بھٹی اور ضلعی سیکرٹری نشر و اشاعت ملک غلام عباس نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ ہم مسلمانوں کے درمیان نفرت پیدا کرنے والے اسلام دشمن عناصر کو اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ کچھ عرصہ سے ایک منظم سازش سے پورے ملک میں چند مفاد پرست نام نہاد مولوی ملت اسلامیہ کے درمیان تفرقہ کی فضا پیدا کرنے میں مصروف ہیں اپنی تقاریر میں نلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے کبھی کافر کافر سستی کافر اور کبھی کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے لگا کر حقیقی مسلمانوں کے جذبات مجروح کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود تو کافر ہو سکتے ہیں مگر اسلام کے ٹھیکیدار نہیں بن سکتے۔ انہوں نے گروہ ہمارا ج ضلع جھنگ میں ایک شریعت پسند مولوی کی تقریر کی پر زور مذمت کی اور حکومت پنجاب کو اس واقعہ کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے کہا کہ پنجاب کی حکومت مسلمانوں کو آپس میں دست و گریباں کرنے کے لیے ایسے نام نہاد مولویوں کی سرپرستی کر رہی ہے۔ ہم حکومت پنجاب کو مستنبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسی ملک دشمن حرکات سے باز رہے ورنہ اس اختلافات کی آگ میں خود بھی جلے گی۔ (ہفت روزہ "اسد" لاہور ۲۱ فروری ۱۹۹۰ء)

(۳) ہفت روزہ شیعہ "میں بعنوان" عظمت اہل بیت کے منکروں سے جہاد کیا جائے گا" لکھا ہے کہ:- منظر شیعہ آرگنائزیشن بھکر کے صدر مابرحین نے ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ کشیدگی کی سخت مذمت کی ہے اور کانگریسی ایجنٹوں حق نواز جھنگوی اور منظور چنیوٹی کی ملت جعفریہ کے خلاف بے بنیاد الزامات کی سخت مذمت کی ہے۔ مابرحین حیدری نے کہا:- یہ درباری ملاں پاکستان کے امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور غیر ملکی آقاؤں کے اشد پر شیعہ سستی بھائیوں کو لڑانا چاہتے ہیں Msq کے



کے جیلے نوجوان بھڑی ملاؤں کی اسلام دشمن حرکتوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فرقہ وارانہ تنظیم سپاہ صحابہؓ پر پابندی عائد کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہم محمدؐ و آل محمدؐ کے ملام ہیں۔ ہماری ناصیت کے خلاف جدوجہد جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ جو بھی یا علیؑ اور عظمت اہل بیت کا منکر ہوگا ہمارا اس کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔ (۱)

(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم فروری ۱۹۹۰ء)

تبصرہ: صابر حسین کے اس بیان سے شیعہ عزائم بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ غالباً ان کے جہاد کا پہلا ہدف مولانا حق نواز جھنگوی شہید ہی بنے ہیں۔

۵) سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے بن گئے جبکہ شیعوں نے ملت اسلامیہ سے اپنا کلمہ بھی جدا بنا لیا ہے ہر سنی مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم چاروں برحق خلیفہ ہیں۔ لیکن شیعہ پہلے تین خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ کے بعد ان کے ایمان و اخلاص کے ہی منکر ہیں العیاذ باللہ۔ تو پھر شیعہ کس سنی مسلمان کے بھائی بن سکتے ہیں؟ کیا وہ حضرت علی المرتضیٰ کو باقی تین خلفاء راشدین کا دینی اور ایمانی بھائی تسلیم کرتے ہیں (بشرطیکہ تقیہ نہ کریں)

۵) ہفت روزہ شیعہ لاہور کے ایڈیٹر بعنوان "ایک نیا ڈرامہ" لکھتے ہیں۔ حکومت پنجاب کی توجہ کافی عرصہ سے اس امر کی طرف منطوف کرائی جاتی رہی ہے کہ انتظامیہ مولوی حق نواز جھنگوی پر نظر رکھے جو ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کے لیے اپنی زندگی وقف کر چکا ہے۔ بعض کوفسادات کرانے کے فن میں یہ طوئی حاصل ہوتا ہے۔ آج کل اس میدان میں مولوی جھنگوی دندانے پھر رہے ہیں گزشتہ دنوں راولپنڈی کے بنی چوک میں حاجی پرویز خاں قائم مقام میئر کارپوریشن کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد کر کے مولوی جھنگوی صاحب نے شیعوں کو خوب گالیاں دیں اور بزرگان دین کی کردار کشی کی جس کا ریکارڈ انتظامیہ کے پاس ہوگا۔ لیکن شیعہ تو امتعال میں آتے ہیں نہ قاتلوں اور مفسدوں میں شامل ہونا پسند کرتے ہیں۔ امیر شام کے دربار سے آج تک وہ اسی مسلک پر قائم ہیں۔ اب ایک ایسے موقع پر جبکہ عدم اعتماد کی تحریک کی وجہ سے ملک میں غیر یقینی صورت حال ہے موقع کو غنیمت سمجھ کر مولوی جھنگوی نے کار پر قاتلانہ حملے کا ڈرامہ رچایا ہے اور اپنی رپٹ میں ایسے لوگوں کو مٹا کرنے کی جسارت کی ہے جو

قاتلوں کے نہیں بلکہ معتزلوں اور مظلوموں کے ساتھی اور حامی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پلان کسی اعلیٰ سطح پر تیار کیا گیا ہے الخ۔ (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ نومبر ۱۹۸۹ء)

⑥ گڑھ مہاراجہ کے جلسہ میں شیعہ علماء کی طرف سے ایک یہ قرار داد بھی منظور کی گئی کہ: فسادِ مِلّالِ حق نواز جھنگوی کی فرزند وارثہ تنظیم انجمن سپاہ صحابہ پر پابندی عائد کی جائے اور اس تنظیم کے سرپرست مِلّالِ حق نواز جھنگوی کو فوراً گرفتار کر کے اس کے مزے لگام دی جائے اس لیے کہ وہ اس تنظیم کے ذریعے توہینِ صحابہ کا سبب بن رہا ہے اور ملک میں غنڈہ گردی، بد امنی اور فرقہ واریت پھیل رہا ہے جو کہ پاکستان میں جمہوریت اور ملکی سالمیت کے خلاف ایک گہری سازش ہے۔ (ہفت روزہ "اسد" لاہور ۹ جنوری ۱۹۹۰ء)

⑦ جھنگ کے ایک فسادِ مولوی حق نواز جھنگوی جس کے خلاف قتل اور اقدامِ قتل سمیت دیگر سنگین جرائم میں ملوث ہونے پر ایک درجن سے زائد مقدمات درج ہیں نے گزشتہ دنوں شیخوپورہ میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹ نکاتی اشتراکِ عمل اور دس نکاتی "اعلامیہ وحدت" ان کے خیال میں مسلمانوں کے خلاف سازش ہے۔ یاد ہے کہ مولوی جھنگوی اب تک ۵ سے زائد شیعہ اور سنی مسلمانوں کو اپنے نام نہاد اسلام کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں اور سابقہ دور میں جنرل ضیاء کے حکم پر اس وقت کے ڈویژنل کسٹرن فیصل آباد نے جھنگ کی ضلعی انتظامیہ کو ان کی سرگرمیوں پر درگزر سے کام لینے کا حکم دیا تھا۔ (ہفت روزہ رضا کار لاہور ۲۴ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء)

⑧ ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ کے مرکزی نائب صدر ڈاکٹر بی اے جگر نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ اس میں کسی مخصوص طبقہ کا اسلامی نظام نہیں بلکہ خدا و رسول کا اسلام نافذ ہوگا اور ملتِ شیعہ پاکستان میں رسولِ عربی کے اسلام کے رائج کرنے کا نتیجہ کیے ہوئے ہے اور اگر کسی نے دفاق کی سالمیت اور سرکارِ مدینہ کے لئے اسلام کی مخالفت کی اور کسی مِلّالِ کی مرضی کا اسلام لانے کی سازش کی تو ایسے عناصر کو ہر موڑ پر حسینیت سے ٹکرائنا پڑے گا کیونکہ موت سے آنکھ پھولی کھیلنا ہماری عادت اور مشغلہ ہے۔

(ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ نومبر ۱۹۸۹ء)

بلا تبصرہ ہم نے شیعہ اخبارات کے بیانات نقل کر دیے ہیں جن سے ان کی جارحیت واضح ہوتی ہے۔



اگر جواب میں یہ کہا جائے کہ مولانا حق نواز نے بھی تو "کافر کافر شیعہ کافر" کے نعرے لگائے ہیں تو اس کا جواب بھی صاف ہے کہ ان کا یہ طرز عمل شیعہ مصنفین کی کتابوں کا رد عمل ہے جن میں انہوں نے صراحتاً حضرت خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین وغیرہم صحابہ کرام اور اہمات المؤمنین خصوصاً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حفصہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منافق اور کافر قرار دیا ہے۔ شیعہ مصنفین کی اس قسم کی عبارتیں بطور نمونہ میں نے اپنے کتابچہ "صحابہ کرامؓ اور پاکستان" میں درج کر دی ہیں اور ماہنامہ حق چار یار کے سابقہ پرچوں میں بھی بعض عبارتیں نقل کر دی گئی ہیں۔ کہاں اصحاب و خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اہمات المؤمنین کی تکفیر اور کہاں دور حاضر کے شیعوں کی تکفیر۔ شیعہ رئیس المحدثین باقر مجلسی نے جلاء العیون اور حق ایتین وغیرہ میں کیا کوئی کسر چھوڑی ہے اور شیعہ تفسیر ایتین

لے لوگوں نے جن میں عمر بھی تھے جناب امیر (یعنی حضرت علی) کا ہاتھ پکڑ لیا زبردستی اور ابو بکر نے اپنا ہاتھ دراز کر کے حضرت کے ہاتھ تک پہنچایا۔ احادیث معتبرہ میں منقول ہے جب جناب امیر کو مسجد میں لائے آپ نے مرقد طہر جناب رسول اللہ کی طرف منہ کر کے کہا: یا ابن عم ان القوم اے وقتلونی۔ اے برادر من میری قوم نے مجھے ضعیف کیا اور زد کیا ہوا مجھے مار ڈالیں۔ پس حضرت رسولؐ کی قبر سے ایک ہاتھ نکلا۔ سب نے کہا پہچان کر۔ یہ حضرت رسولؐ کا ہاتھ ہے اور ایک آواز آئی سب نے پہچانی رسولؐ کی آواز ہے اور وہ آواز یہ تھی: یا ابوبکر شتم کفرت بالذی خلقتک من تراب شتم من نطفۃ شتم سوال رجبلا۔ اے ابوبکر کافر پچھا اس خدا سے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا الخ (جلاء العیون مترجم جلد اول ص ۲۰۹۔ میجر شیعہ بکس انجینی اندرون کوچی دروازہ لاہور۔

(۲) اور بدترین مصیبت وہ تھی کہ پیغمبر کو تحریر وصیت سے مانع ہوئے اور آنحضرت کے روبرو آواز میں بلند کیں۔ بیان تک کہ انتقال فرمایا۔ مولف فرماتے ہیں آیا بعد اس حدیث کے کسی ماقول کو گنجائش ہے کہ عمر کے تارک اسلام ہونے میں یا جو لوگ کہ قائل باسلام عمر ہیں ان میں شک کرے۔ — پس نفرین خدا

ان پر ہو اور ان پر کہ جو ان کو مسلمان جائیں اور ان پر نفرین میں توقف کریں (ایضاً جلاء العیون مترجم ص ۲۱۰) خلک شیعہ عبارت جلاء العیون جلد اول مطبوعہ لکھنؤ میں ہے البتہ جلاء العیون مترجم مطبوعہ لاہور میں عبارت حذف کر دی ہے۔

مؤلف امداد حسین کاظمی کی پانچ تنقیدوں والی عبارت اپنے رسائل میں بندہ نے نقل کر دی ہے اور اس تفسیر کا اشتہار شیعہ اخبارات میں مسلسل آ رہا ہے۔ مولوی مقبول حسین دہلوی کے ترجمہ قرآن اور ضمیمہ میں خلفاء و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیا کچھ نہیں لکھا گیا اور مولانا حق نواز صاحب جھنگوی مرحوم عموماً اس قسم کی باتیں جلسہ عام میں سنایا کرتے تھے۔ عالم الغیب تو خالق کائنات ہے۔ سینوں کے راز بھی وہی جاننے والا ہے لیکن قرائن اور واقعات سے غالباً یہی ثابت ہوتا ہے کہ جھنگوی مرحوم کے قاتل اور قتل کا منصوبہ بنانے والے کو ہی لوگ ہیں جن کی جارحیت کی نشاندہی وہ اپنی تقریروں میں کیا کرتے تھے واللہ اعلم۔

**یہوہ کو دھمکیاں** | جھنگ ۵ مارچ۔ انجمن سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا حق نواز جھنگوی کی بیوہ کو ٹیلی فون پر قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں جس سے وہ مزید خوف زدہ ہو گئی ہیں مولانا کی بیوہ نے نمائندہ مشرق کو بتایا کہ انہیں مختلف ٹیلی فون موصول ہوئے ہیں جن میں فون کرنے والے نامعلوم افراد نے فحش گفتگو کی اور بعد میں انہوں نے کہا کہ مولانا حق نواز کے بعد اب تمہارے بڑے بیٹے انہما حق کی باری ہے۔ تیار ہو جاؤ ہم تمہارے خاندان کو ختم کر دیں گے۔ انہوں نے یہ تمام باتیں انجمن سپاہ صحابہ کے دفتر میں فوری طور پر فون کر کے بتادیں۔ انہیں کچھ علم نہیں کہ مقامی انتظامیہ نے اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے۔ (مشرق ۶ مارچ ۱۹۹۰ء)

یہوہ محترمہ کو یہ دھمکیاں بھارت کی تنظیم "ما" کے تخریب کاروں کی طرف سے ہیں یا شہر جھنگ سے ہی مافیضین یہ دھمکیاں ملے ہیں۔ غیر ملکی تخریب کاروں کو ان کی بیوہ کو دھمکیاں دینے سے کیا مطلب یہ مرحوم کے مذہبی دشمنوں کی کارروائی ہے۔

**علماء کو دھمکیاں** | سنی علماء کو بھی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ چنانچہ ایک سنی مولانا کے نام جو خط آیا ہے اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں:

- ① آپ سنا میں آپ کا کیا حال ہے اور تمہارے جھنگوی کا کیا حال ہے۔ آپ اپنی حرکات سے باز آجائیں ورنہ تمہارا حال بھی احسان اللہ فاروقی، علامہ ظہیر اور جھنگوی سے زیادہ بھیانک اور عبرت ناک ہوگا۔ پہلا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ ہمارا دین جو سچا ہے اور حق پر ہے قبول کر کے اس کے مبلغ بن جاؤ۔
- ② آخری ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اگر تمام مشوروں سے کوئی بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہو تو پھر اپنے انجام کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تم اپنے بڑے آمر کا حشر دیکھ چکے ہو۔ ساتھ اپنے چھ جرنیلوں اور



ساتھیوں کا بھی بڑا غرق کرایا۔ یہ شخص بھی ہمارے خلیفہ حسینی کو شہید کر کے ملک میں فقر و تنگدستی نافذ کرنے والا تھا۔ پھر اس کا اپنے تئیں ساتھیوں سمیت جو حشر کیا گیا وہ تمہارے سامنے ہے۔

(۱) تم زیادہ ہو لیکن تمہارے اوپر ہم غالب ہیں کیونکہ زیادہ پر حکومت ہماری ہے۔ صدر امام حسینی کو ماننے والا ہے۔ کوئی کسی ملک سے صدر امام کے جنازے پر نہیں گیا لیکن صرف ہمارا صدر گیا ہے کیونکہ یہ ہمارے سچے مذہب کا پیروکار ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ چیف آف دی آرمی شاف ہمارے مذہب کے پیروکار اور تمام اعلیٰ عہدوں پر افسران ہمارے مذہب کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

(۲) اور وہ وقت آنے والا ہے تمہاری اس مسجد میں مجلس عزائم ہوگی۔ امام حسینی پر درود پڑھا کریں گے۔ اس لیے پروفیسر ساجد میر کی طرح تم ہماری بات مان لو ورنہ ہمارا پانچواں منصوبہ تیار ہے۔ رمضان کے روزے تین نصاب نہیں ہونے دیں گے۔ اگر تم لوگوں نے جلوس بند نہ کیے تو ۲۲ مارچ سے پہلے پہلے ان کا یا کچھ کا تمہارے سمیت حشر جھنگوی سے بھی خطرناک ہوگا۔ (منجانب غلام و خادیمین موسوی و نقوی)

موت و حیات تو قادر مطلق کے قبضہ میں ہے لیکن یہ دھکیلاں تو سستی علماء کو ان کے مذہبی دشمنوں کی طرف سے ہی دی جا رہی ہیں۔ یروانی بھارتی تخریب کاری کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ بہر حال سستی علماء کرام کو اپنے مقصد کی طرف مضبوطی سے گانزن رہنا چاہیئے۔

جھنگ ۲۵ مارچ (مائتہ خصوصی) جھنگ سٹی میں ایک مذہبی جلسہ میں  
جھنگ میں دھماکہ

ہو گئے۔ یہ جلسہ انجمن سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام جامع مسجد اہل الحدیث میں منعقد ہو رہا تھا۔ دھماکہ کے نتیجے میں متعدد زخمیوں کی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ میں حالت نازک ہے۔ ہم پھٹنے کے بعد پولیس نے موقع پر شیلنگ کی جس سے مزید افراد زخمی ہو گئے۔ واقعات کے مطابق آج شام جھنگ سٹی میں باب عمرہ کے قریب جامع مسجد میں مولانا اشیار القاسمی تقریر کر رہے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے مسجد کے باہر جہاں بہت سے لوگ سڑک پر کھڑے ہو کر تقریر سن رہے تھے ایک طاقتور بم پھینکا گیا جس کے پھٹنے سے چار افراد ہلاک اور ۳۸ زخمی ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں برجی والے محلہ کا محمد اسماعیل، مین بازار کا محمد طارق اور جھنگ سٹی کا محمد شوکت شامل ہیں۔ اسکان ہے کہ ہم ایک مذہبی فرقے کے کسی شخص نے پھینکا ہے تاہم کسی کی شناخت نہیں ہو سکی اور نہ ہی پولیس نے کسی کو گرفتار کیا ہے جمعیت اہلحدیث



کے سیکرٹری اطلاعات میاں محمد جیل نے انکشاف کیا ہے کہ جھنگ میں جمعیت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا عبدالمعین یزدانی کو ۱۲ مارچ کو ایک گناہ خط ملا تھا جس میں دھمکی دی گئی تھی کہ ہمارا اگلا ہدف تم ہو۔ مولانا حق نواز جھنگوی کی طرح تمہیں بھی ۳۰ مارچ تک ٹھکانے لگا دیا جائیگا۔ اس خط کی وصول کے بعد جمعیت کے رہنماؤں نے یہ خط ڈپٹی کمشنر جھنگ ادا ایس ایس پی کو بھی دکھا دیا اور ان سے فوری کارروائی کی استدعا کی اور اس خط کی ایک نقل تین چار دن قبل سیکرٹری داخلہ ہرجون کو بھی پیش کی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کے انتظامیہ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ بیچنے والوں نے حسب اقرار آج اپنی کارروائی کر ڈالی لیکن ان کے ہدف اصلی مولانا عبدالمعین یزدانی بل بل بیچ گئے جبکہ ان کے برادر نسبتی (طارق) شہید ہو گئے۔ (مشرق لاہور ۲۶ مارچ ۹۰) یہ واقعہ ۲۳ مارچ کا ہے۔ جنگ راولپنڈی وغیرہ میں بھی یہ خبر شائع ہوئی ہے لیکن مشرق میں اس کی مزید تفصیل آئی ہے اور اس میں یہ بھی وضاحت کی ہے کہ ہم ایک مذہبی فرقے کی کارروائی ہے اور پہلے انہوں نے خط کے ذریعہ دھمکی دے دی تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید مرحوم و مغفور سے میری ملاقات نہیں ہو سکی۔ ان کی تقریر کی دو کاپیاں مئی میں۔ ایک تقریر سیاسی ہے

### سپاہ صحابہ کی خدمت میں

دوسری مذہبی۔ اس میں مجمع عام میں کافر کافر کے لغزوں کے علاوہ اور بھی لغزے ہیں۔ مولانا جھنگوی مرحوم کے حالات و واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ جارحیت کے مقابلہ میں دفاع صحابہ کے جذبہ کے شہساز تھے اور ان پر ایک حال غالب تھا۔ وہ غلبہ حال کی وجہ سے معذور تھے اور اسی راہ میں جان دے دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سپاہ صحابہ میں جو ہستی جو ان شامل ہوئے ہیں وہ بھی دفاع صحابہ کا ایک جذبہ رکھتے ہیں اور یہ سب کچھ شیعہ جارحیت کا رد عمل ہے لیکن ان سے یہ گزارش ہے کہ دفاع صحابہ اور عظمت صحابہ کی تبلیغ تو ہر ہستی مسلمان کا مقصد اور مشن ہونا چاہیے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عینی گواہ ہیں۔ وہ مجرد ہو جائیں تو رسالت مجرد ہو جاتی ہے العیاذ باللہ۔ لیکن طریق کار افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال پر ہونا چاہیے۔ مولانا جھنگوی مرحوم ایک حد تک معذور تھے لیکن ان کے طریق کار "کافر کافر شیعہ کافر" کے لغزے کو ایک مشن کے طور پر اپنا اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ کسی شخص یا فرقے کا کافر ہونا اور بات ہے اور کافر کافر کے لغزے لگانا اس کی اور نوعیت ہے۔ تبلیغ حق فرض ہے



لیکن اس کی شرعی حدود بھی ہیں۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے عبودانِ باطلہ کو بُرا کہنے سے بھی منع فرمادیا چنانچہ ارشاد فرمایا۔ وَلَا تَسْتَوِ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْتَوِ اللَّهُ عَذَابًا لِّبَعِيرٍ عَلَّمَ (سورۃ الانعام رکوع ۱۳ آیت ۱۰۸) اور دشنام ست دوان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں پھر وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ (ترجمہ مولانا تھانویؒ) اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مولانا اثر علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں:- اوپر کے مضامین میں طریقِ مشرکین کا البطل اور نیز مضامینِ مذکورہ کے ساتھ اس کی تبلیغ کا امر بھی کیا گیا ہے۔ آگے مشرکین کے عبودانِ باطلہ کو سب و شتم کرنے سے مسلمانوں کو ممانعت فرما کر تبلیغِ دین کے حدود قائم کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ غیر قوم سے مناظرہ کرنا تو جبر و تبلیغ ہے لیکن دشنامی اور دل خراش الفاظ ان کے معظمین کے حق میں کہنا مخلوع لغو ہے کہ وہ ہمارے عبود یا رسل و معظمین کی شان میں گستاخی کریں گے تو اس کے باعث ہم ہرے۔ (تفسیر بیان القرآن) نیز لکھتے ہیں۔ بتوں کو بُرا کہنا فی نفسہ مباح ہے مگر جب وہ ذریعہ بن جائے ایک امر حرام یعنی گستاخی جناب باری تعالیٰ کا تو وہ بھی منہی عنہ اور قبیح ہو جائے گا۔ اس سے ایک قاعدہ شرعی ثابت ہوا کہ مباح جب حرام کا سبب بن جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور قرآن مجید کی بعض آیات میں جو عبودانِ باطلہ کی تحقیر مذکور ہے وہ بقصدِ سب و شتم نہیں بلکہ مناظرہ میں بطور تحقیق مطلوب و استدلال و الزامِ خصم کے ہے جو مناظرات میں مستعمل ہے اور قرائن سے مخاطب کو معلوم ہو جاتا ہے کہ تحقیق مقصود ہے یا تحقیر۔ ازل جائز ہے دوسرا ناجائز (ایضاً بیان القرآن) مذکورہ آیت اور اس کی تشریح کی روشنی میں ہم طریقِ کار کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ شیعوں نے بھی بعض مقامات پر کافر کافرستی کافر اور کافر کافر دیر بند کافر کے لغو شروع کر دیے ہیں العباد باللہ ان کے مذہب میں تو لعن و تبرائے عمل کیا جاتا ہے لیکن اہل سنت کا یہ معمول نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِلَعْنٍ۔ مؤمن لعن کرنے والا نہیں ہوتا۔

① حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں بت پرست اور مشرکین تھے۔ جہاد کی نیت تو آئی لیکن صحابہ نے ان کے خلاف اس قسم کا مظاہرہ نہیں کیا۔

② مجاہد کبیر امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ نے ٹائی کورٹ لاہور میں بیان دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے لیکن قادیانی کافر کافر کے جلوس نہیں لگائے۔

③ لکھنؤ کی تحریک مدح صحابہ میں اہل تشیع نے تو تبرائے بازی کے جلوس لگائے لیکن اہل سنت و الجماعت



نے امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ کی قیادت میں شیعہ کافر کافر کے نعرے نہیں لگائے بلکہ مثبت نعرے لگائے۔ چنانچہ احوار رضا کار جلسوں میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

جن کا ڈنکا بج رہا ہے چار سولیل و نہار میں ابوبکر و عمر عثمان و حمید چار یارؒ

اہل سنت والجماعت کی طرف سے خلافت راشدہ کے جواب میں حق چار یارؒ ایک مثبت اور مؤثر نعرہ ہے جس سے قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کی نشاندہی ہوتی ہے اور یہی خصوصیت ہے اہلسنت والجماعت کا۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے خود اور آپ کے حکم سے

### ایک اعتراض کا جواب

دوسرے خطیبوں نے مساجد کے سبروں پر حضرت علیؓ پر سب و شتم

کیا ہے العیاذ باللہ تو یہ صیحیح نہیں۔ تاریخی کتب میں تو روایات کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے حضرت علیؓ نے یہ کارروائی کی اور پھر اس کے جواب میں حضرت معاویہؓ نے ایسا کیا لیکن حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے کہ دونوں قسم کی روایات صیحیح نہیں ہے۔ اور صحابہ کرام ایسا طرز عمل کیونکر اختیار کر سکتے تھے جن کو حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تزکیہ سے اخلاق فاضلہ نصیب ہو گئے تھے۔ بہر حال اہل السنۃ والجماعت کوئی ایسا طرز عمل نہیں اختیار کر سکتے جو شرعی حدود سے متجاوز ہو۔

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب زید مجدہم کے زیر اہتمام ۲۲۔۲۱۔

### فوٹو کی خرید و فروخت

۲۳ مارچ کو جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کا سالانہ جلسہ تھا۔ وہاں پر معلوم ہوا تھا کہ باہر سڑک پر جہاں مختلف مکتبوں کی کتابیں فروخت ہو رہی تھیں وہاں کوئی شخص مولانا حق نواز صاحب جھنگوی مرحوم کی تصویریں بیچ رہا تھا۔ حالانکہ اس طرح فوٹو کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔ حج کے پاسپورٹ وغیرہ میں تو مجبوری ہوتی ہے ورنہ اس طرح تصاویر کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے جلسہ کے اشتہارات پر جھنگوی مرحوم کی میت کا فوٹو بھی شائع ہوا تھا۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہو نہ کو نام جو قبروں کی تجارت کر کے کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم تیگر کے

علماء جانتے ہیں کہ بت پرستی کی ابد تصویر پرستی سے ہوئی ہے۔ اگر بت کی تعظیم حرام ہے تو تصویر

کی تعظیم بھی حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا

وَلَا يَعْصُونَ وَيَسْرَآ (سورۃ النوح رکوع ۲ آیت ۲۳) اور جنہوں نے (اپنے تابعین سے) کہا



کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ (بالخصوص) دد کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور تیوق کو اور نہ سر  
کو: (ترجمہ حضرت تھاولیٰ)

اس آیت میں دد اور سواع وغیرہ جن پانچ بتوں کا ذکر ہے یہ اپنے زمانہ کے اولیاء اللہ تھے۔ ان کی وفات  
کے بعد بطور یادگار کے ان کی تصویروں کو اپنے پاس رکھا۔ پھر ان کی تعظیم پھر پوجا شروع ہو گئی اور انہی  
تصاویر کے مجسمے اور بت بنائے گئے۔ دورِ حاضر میں تصویر پرستی عموماً رائج ہو گئی ہے لیکن مذہبی تنظیموں  
کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یہی سستی علماء کا فریضہ ہے کہ وہ سختہ جوازوں کو سمجھائیں اور انکی تربیت کریں۔

مولا نا جھنگوی کی جانشینی | اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ جناب مولانا حق نواز صاحب جھنگوی  
مرحوم کا جانشین مولوی ضیاء الرحمن صاحب فاروقی کو بنایا گیا ہے

اور بانی سپاہ صحابہؓ کی یادگار کے طور پر جو ماہنامہ خلافت راشدہ جاری کیا گیا ہے اور جس کے نگران اعلیٰ مولوی  
ضیاء الرحمن صاحب فاروقی ہیں۔ اس کے شمارہ (مارچ ۱۹۹۰ء) کے ٹائٹل پر بھی لکھا گیا ہے۔ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی  
کو رکنِ اعلیٰ حق نواز شہید کا جانشین مقرر کر دیا گیا۔ ہمیں اس جانشینی سے بھی اختلاف ہے کیونکہ فاروقی صاحب  
کا عقیدہ خلافت راشدہ جمہور اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ انہوں نے خلافت راشدہ حنبلی  
۱۹۹۰ء میں بھی حکیم محمد احمد صاحب سیالکوٹی کا مضمون بر عنوان ”حضرت معاویہؓ اور خلافت راشدہ“  
شائع کیا ہے حالانکہ حکیم صاحب موصوف محمد عباسی کے پیروکار ہیں۔ وہ یزید کو صالح اور عادل علیہ  
ملنتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ”سیدنا معاویہؓ شخصیت اور کردار“ میں بھی بہت زیادہ جہالتوں  
کا ثبوت دیا ہے جس پر ہم کسی فرصت میں بحث کریں گے ان شاء اللہ۔ حکیم صاحب موصوف نے  
اپنی کتاب پر بعض جید علماء کی جو تقریطیں درج کی ہیں ان میں بھی انہوں نے تبلیغ اور خیانت کا

ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم کو حجاز  
نے بھی اپنی تقریط کے متعلق اپنے ایک تحریری بیان میں قارئین کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا ہے بعض  
دیوبندی کی طرف منسوب علماء عباسی خارجی نظریات کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ان حالات میں صحیح مسلک  
سستی علماء پر لازم ہے کہ وہ رافضیت اور خارجیت دونوں فتنوں سے اہل سنت کو بچانے کی کوشش

کریں۔ ایسا نہ ہو کہ شیعہ جارحیت کے رد عمل میں خارجیت سُنی زجوانوں پر اثر انداز ہو جائے۔ **واللہ اعلم**  
 دشمن دھکیاں دیتا ہی رہتا ہے۔ سنی علماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ بلا خوف و خطر

**سُنی علماء کرام!**

اور بلا خوف و تردد لائم اپنے نصب العین پر استقامت اختیار فرمائیں۔ دفاع

صحابہ کرامؓ اور تحفظ عظمت صحابہ کرامؓ کے لیے پوری پوری جدوجہد کریں۔ حضرات صحابہ کرامؓ کی طرح مجرّم

صرف ایک اللہ پر ہونا چاہیے۔ جائز اور ضروری اسباب سے بھی کام لیں لیکن پاکستان کی موجودہ سیاسی حکومتوں

سے کوئی توقع نہ رکھیں کیونکہ آج کل کی جمہوری سیاست زیادہ تر حصول اقتدار کی کشمکش پر مبنی ہے۔ کاش کہ

سُنی سیاست دان اور خصوصاً سُنی سیاسی علماء اقتدار کی رستہ کشی سے بالاتر ہو کر صرف سنیت پر محنت کرتے۔ ناموس

رسالت کے بعد تحفظ ناموس صحابہؓ، فہم خلافت راشدہ کو اپنے تمام جماعتی مفادات پر مقدم رکھتے تو آج پاکستان

صحیح معنوں میں پاکستان بن سکتا تھا لیکن انہوں نے اصل کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مقابلے میں لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل کا من گھڑت کلمہ ایجاد کیا۔ ازانوں میں خلیفہ بلا فصل کے

اعلان سے پہلے تین خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی موعودہ خلافت

راشدہ کی نفی کی گئی لیکن اللہ کے کسی سنی سیاسی عالم نے اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں سُنی

ارکان نے سنی عظیم اکثریت کے حقوق کے تحفظ کے لیے کوئی جرات مندانہ قدم نہ اٹھایا اور قومی غیر شرعی جلسوں کے متعلق

زبان و قلم سے ایک لفظ بھی نہ نکالا بلکہ عموماً اہل تشیع کو ہی راضی رکھنے کی کوشش کی بعض علماء نے شریعت بل پیش کیا

لیکن اس میں بھی نقائص تھے اور اس کو بھی آج تک سُنی ارکان کی اکثریت نے پاس نہیں کیا تو وہ اسلام جو عبادت

صحابہ اور خلفاء راشدین کے ذریعہ امت کو ملا ہے ان جمہوری سیاسی اسمبلیوں کے ذریعہ مابین میں کیونکر نافذ ہو سکے گا

حق تعالیٰ ہم تمام مسلمانان اہل السنّت والجماعت کو ہر محاذ پر کامرانی نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہلسنّت مظهر حسین غفرلہ

یکم رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۲۸ مارچ ۱۹۹۰ء



# سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ **زکوٰۃ** ما عین زکوٰۃ

حافظ محمد اقبال زنگونی، ماہی پٹر

رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس عالم فانی سے پردہ فرمایا تو عرب کے کچھ قبائل ارتداد کی پیٹ میں آ گئے۔ ان میں سے بعض مدعیان نبوت سبیلہ کذاب وغیرہ کے ساتھ ہو گئے اور بعض نے خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی<sup>۲</sup> اور حضرت علامہ قاضی عیاض<sup>۳</sup> کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ہونے والے تین قسم کے لوگ تھے:

① شرک اور بت پرستی کی جانب لوٹنے والے۔

② وہ لوگ جو کسی مدعی نبوت کے پیرو ہو گئے۔

③ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ ترک کرتے ہیں لیکن زکوٰۃ ادا کرنے کے منکر ہوئے اور تاویل کرتے ہیں

کہ زکوٰۃ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی۔ (فتح الباری ج ۲۶ ص ۱۰۱)  
علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں کہ عام طور پر لوگ دینِ قیم پرستقیم تھے۔ آپ کی وفات پر کچھ لوگ منتشر ہو گئے۔ ان کے چند فرقے ہو گئے۔ کچھ لوگ تو مدعیان نبوت باطلہ کی جانب عود کر گئے اور ایک فریق توقف کیے ہوئے تھا۔ وہ اس بات کا انتظار کر رہا تھا کہ جو فریق غالب ہوگا اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ ان میں ایک بڑا فریق زکوٰۃ کا منکر تھا یعنی توحید و رسالت اور نماز کا قائل تھا البتہ زکوٰۃ کی فرضیت سے یا اس کے بیت المال میں ادا کرنے کا منکر تھا لیکن جمہور مسلمان اسلام پر ہی ہے۔ (المجلد ل ج ۲ ص ۶۶)  
قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں کہ ایک فریق زکوٰۃ کا سرے سے منکر تھا اور ایک فریق فرضیت کا تو قائل تھا البتہ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا

خدمن اموالهم صدقة تطهرهم  
وتزكهم بها وصل عليهم ۝  
(سورة التوبة آیت ۱۳ رکوع ۱۲)

لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ کر پاک کرے  
تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ  
سے اور دعا سے ان کو۔

مطلب یہ تھا کہ تطہیر و تزکیہ چونکہ آپ کے ساتھ مخصوص تھا۔ آپ جب تک رہے ہم نے اس کی تعمیل کی۔ اب جبکہ آپ نہیں رہے، اس لیے یہ حکم منسوخ ہے۔ اب کسی کو یہ حق نہیں کہ زکوٰۃ لے۔ دوسری علت یہ بتاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں پر فقر و فاقہ کی شدت تھی، اس لیے اس وقت زکوٰۃ کی ضرورت تھی۔ اب جبکہ وہ حالت نہیں رہی اس لیے زکوٰۃ کی فرضیت بھی باقی نہیں رہی۔

ان میں سے ایک گروہ یہ بھی کہتا تھا کہ ہم زکوٰۃ نکالیں گے مگر اس کو مدینہ نہیں بھیجیں گے۔ مدینہ زکوٰۃ بھیجنے کو وہ ایک طرح کا جبر سمجھتے تھے۔

منکرین زکوٰۃ کے یہ گروہ تھے جنہوں نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی طرح طرح کی تاویلیں کر رکھی تھیں لیکن یہ بات اپنی جگہ مستحکم ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی اس گروہ میں نہ تھا۔ حضرت علامہ خطابیؒ لکھتے ہیں کہ:

لمیرتد احد من الصحابة وانما  
ارتد قوم من جفاة الاعراب  
ممن لانصرة له في الدين وذلك  
لا يوجب قدحاً في الصحابة  
المشهورين۔

صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی مرتد نہ ہوا تھا۔  
بعض گنوار اعرابی جن کا دین کی نصرت میں کوئی  
دخل نہ تھا صرف زبانی کلمہ پڑھ لیا تھا اور حضرت  
ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں ارتداد کی لپیٹ میں  
آگئے۔ اس سے مشہور صحابہ کرامؓ کے بابے

میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

الغرض جب حالات نے یہ رخ اختیار کر لیا تو ان لوگوں نے پہلے  
سیدنا صدیق اکبرؓ کا استقلال

گفتگو کے لیے سیدنا صدیق اکبرؓ کی خدمت میں اپنے اپنے وفود  
بھیجنے شروع کیے۔ یہ وفود مدینہ منورہ آئے اور دوسرے ذمہ داروں سے گفتگو کی اور ان سے درخواست کی کہ  
وہ اس معاملے میں سیدنا صدیق اکبرؓ سے ان کی سفارش کریں۔



اس وقت عرب کی عام حالت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے حضرات صحابہ کرامؓ نے گذارش کی کہ ان اعراب کو جو اس وقت زکوٰۃ ادا کرنا نہیں چاہتے اسی حالت پر چھوڑ رکھیں۔ فی الحال ان سے تعرض نہ کریں۔ صحابہ کرامؓ کا خیال تھا کہ ان کا اسلام ابھی نیا نیا ہے جب تکمل طور پر دل نشین ہو جائے گا تو خود ہی ادا کر دیا کریں گے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کے جواب میں ارشاد و اعلان فرمایا کہ نہیں  
 والله لا قاتلن من فرق بین | خدا کی قسم جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق  
 الصلوٰۃ والزکوٰۃ | کرے گا میں اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔

اس وقت سیدنا عمر فاروقؓ نے عرض کی۔

یا خلیفۃ رسول اللہ تالف الناس | اے خلیفہ رسول اللہ! ان لوگوں کے ساتھ  
 وارفق بہم | تالیف قلب اور نرمی کا معاملہ فرمائیے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یہ لوگ کلہ پڑھتے ہیں، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرتؐ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ:

من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا | جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی  
 واکل ذبیحتنا فذلک المسلم | جانب نہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہ  
 الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ | مسلمان وہ ہے کہ اب اس کے ساتھ اللہ  
 فلا تخفروا اللہ فی ذمۃ | اور اس کے رسول کا عہد ہو چکا ہے۔ اس

لیے تم بھی اس عہد کو مست توڑو۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اپنی جگہ بجا لیکن ان کا معاملہ اور ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں کہ نماز کو تو فرض مانتے ہیں اور زکوٰۃ کو فرض نہیں مانتے اور ان میں سے کچھ گروہ اس کی غلط اور باطل تالیفیں کر کے احکامات قرآنی سے انحراف کر رہے ہیں حالانکہ شریعت مطہرہ نے ان دونوں کو فرض کر دیا ہے۔ اس لیے میری طرف سے تو اعلان جہاد ہی ہے خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

سیدنا حضرت عمرؓ نے پھر عرض کی کہ یا حضرت! آپ کلہ گواہیوں سے کیسے قتال کریں گے؟

سیدنا صدیق اکبرؓ نے جلال بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا کہ لے عمرؓ تو زمانہ جاہلیت میں بڑا نڈر اور بہادر

تھا اور اب اتنے کمزور ہو گئے۔ کیا بات ہے؟ یاد رکھو!

واللہ لومنعونی عقلاً (وفی روایت  
عننا) کانوا یودونہ الی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلہم علی  
منعہ۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۳)

خدا کی قسم اگر یہ لوگ ایک رستی یا ایک بکری  
کے بچے کو بھی روکیں گے جو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے  
تو میں اس پر قتال کروں گا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ  
تَمَّ الدین والنقطع الوحی اَینص  
واناحی واللہ لاجدنہم ولومنعونی  
عقلاً (تفہیم اسلام ص ۱۶۶)

دین مکمل ہو چکا۔ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کیا  
دین میں کتر بیعت ہو اور میں زندہ بیٹھا رہوں  
(ایسا برگز نہیں ہو سکتا) خدا کی قسم اگر انہوں

نے زکوٰۃ کی ایک رستی بھی روکی تو میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔

بلا شک و شبہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی اس استقامت اور تاریخ ساز فیصلہ نے ہی دینِ قیم کی عظمت  
اور اس کی اصلیت کو قائم رکھا اور کسی جگہ بھی پائے استقلال میں تزلزل نہ آنے دیا۔ نامور مؤرخ  
زیڈلجی اس موضوع پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر جب صحابہ کرامؓ مائے غم کے دیوانے ہو چکے تھے  
اور حضرت عمرؓ جیسے شخص تلوار کھینچے یہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑ دوں گا، یہ حضرت صدیق اکبرؓ  
ہی کی شخصیت تھی جس نے مسلمانوں کو سنبھالا دیا اور جب کہ سارا عرب ارتداد کی بھڑکتی ہوئی  
آگ میں جل رہا تھا آپؓ نے مرتدین کے مقابلے میں جو مدبرانہ کارروائی اور جس بے مثال لیاقت  
کے ساتھ ملک کو اس تباہ کن فتنے سے نجات دلائی اس نے روز روشن کی طرح واضح کر  
دیا کہ اس وقت صرف آپؓ ہی کی ذات والاصفات خلافت کے بارگراں کو اٹھانے اور سنبھالنے  
کے قابل تھی۔“ (غالب سیمین اللہ رحمہ ص ۱۳۸)

مشہور مصری مؤرخ محمد حمین ہیکل اپنی کتاب ”الصدیق ابوبکر“ میں اس نازک مرحلے پر تبصرہ  
کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:-



”اس موقع پر ایک ایسے حکمران کی ضرورت تھی جو عزم و تدبیر کے ساتھ قطعی ارادے اور فیصلہ کن عزیمت کا مالک ہو اور اس کے علاوہ اسلام پر پختہ ایمان اور اللہ کی نصرت پر پورا یقین بھی رکھتا ہو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی خاطر خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شخصیت میں ایسا ہی حکمران مہیا کر دیا۔ (بحوالہ سیرۃ خلیفہ الرسولؐ ص ۱۴۲)

**منکرین زکوٰۃ کی سزا** | سیدنا صدیق اکبرؓ نے صحابہ کرامؓ کے رد و ایمانی و تاریخی فیصلہ کرنے کے بعد تلوار زیبِ دوش فرمائی اور جہاد کے لیے چل کھڑے ہوئے۔ صحابہ کرامؓ دیکھ رہے تھے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی استقامت دینی کس درجہ اتم و اکمل ہے۔ اسی وقت انہوں نے عرض کی اے خلیفہ المسلمین و خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تشریف رکھئے۔ ہم جا کر ان سے منٹتے ہیں۔ چنانچہ آپؓ نے ایک جماعت ترتیب دی اور منکرین زکوٰۃ کے مقابلہ و مقاتلہ کے لیے ایک لشکر جہاد بھیجا۔ مسلمانوں کے اس لشکر جہاد نے حالات کا جائزہ لے کر کوشش کی کہ یہ لوگ کسی طرح بھی باز آجائیں۔ کچھ نے قبول کیا۔ کچھ مانے۔ چنانچہ منکرین کے ساتھ اعلان جہاد ہو گیا۔ علامہ طبریؒ لکھتے ہیں کہ منکرین زکوٰۃ کا ایک گروہ قید ہوا اور

و قتل و حرق بالیوزان اناسا ارتدوا  
عن الاسلام و منعوا الزکوٰۃ فقاتلہم  
حتی اقرؤا بالماعون (تفسیر ابن جریر  
ج ۱ ص ۱۸۳)

قتل کیے گئے اور ان کے گھروں کو آگ لگائی  
گئی جو اسلام سے مرتد ہوئے اور زکوٰۃ دینے  
سے انکار کیا۔ ان کے ساتھ قتال ہوتا رہا  
حتیٰ کہ انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ اب

حقیر سے حقیر چیز بھی نہ روکیں گے۔

علامہ ابوبکر رازیؒ لکھتے ہیں کہ :-

”صحابہ کرامؓ نے مانعین زکوٰۃ کی اولاد کو قید کیا اور ان کے مردوں کو (جو مقابلہ کے لیے آئے تھے) یا زکوٰۃ کی فرضیت سے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے (قتل کیا اور انہیں اہل الردۃ کا لقب دیا کیونکہ انہوں نے التمام اور تسلیم و حجب سے انکار کر دیا تھا اس بنا پر انہیں مرتد قرار دیا گیا کیونکہ جو شخص قرآن کی ایک ایک انکار کرے تو اس نے تمام قرآن کا انکار کر دیا سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی صحابہ کرامؓ کے اتفاق کے ساتھ اس وجہ سے ان پر حکم قتال جاری

کر دیا۔ (احکام القرآن ج ۲ ص ۵۲ تفسیر سورۃ توبہ)  
 سیدنا امام بخاری نے بھی مانعین زکوٰۃ اور قتال سیدنا صدیق اکبرؓ کے واقعہ پر مندرجہ ذیل باب  
 باندھ کر اس کی مراحت فرمادی ہے۔

باب قتل من ابی قبول الفرائض وما نسبوا الی الردۃ (ج ۲ ص ۱۰۳)

سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس طرزِ عمل  
اہلِ باطل سے مقابلہ کرنا ہر ایک کی ذمہ داری ہے | سے واضح ہو گیا کہ اہلِ باطل سے  
 مقابلہ کرنا ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ اگر پوری قوم اس کے مقابلہ کے لیے تیار نہ ہو تو بھی اس پر ضروری  
 ہے کہ منکرین اور اہلِ باطل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس بات کی  
 پرداہ زکی کر کون میرے ساتھ ہے اور کون نہیں؟ اعلانِ رکعتِ الحق اور دینِ قیم کی حفاظت جس قدر ممکن ہو  
 سکتی تھی اس سے کہیں زیادہ کر دکھائی۔ جزاہم اللہ فی الدارین احسن الجزاء۔

معلوم ہونا چاہیے کہ دین کے وہ احکام  
ضروریاتِ دین کے کسی ایک جز کا انکار کفر ہے | جو یقینی اور ناقابلِ انکار دلیلوں سے

ثابت ہیں جن کو اصطلاح میں قطعی اور متواتر کہا جاتا ہے ان میں تفریق و تاویل کرنا یا اس کے کسی ایک  
 حکم کا انکار کر دینا پورے دین کی عمارت کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ دین کے کسی ایک جز کا انکار  
 بھی کفر ہے۔ سیدنا حضرت امام محمدؒ اپنی کتاب السیر الکبیرہ میں واضح طور پر فرماتے ہیں

من انکر شیئاً من شرائع الاسلام | جس نے ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک  
 فقد ابطال قول لا الہ الا اللہ | رکن کا بھی انکار کیا تو اس نے لا الہ الا اللہ  
 السیر الکبیر ج ۲ ص ۳۶۵ | کہنے کو باطل کر دیا۔

یعنی اس نے ایمان چھوڑ کر کفر و ارتداد اپنا لیا۔ اب اس کے بعد خواہ وہ نماز پڑھے یا کوئی  
 اور عمل اس کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ ایک رکن کا انکار سب کا انکار کر دینا ہے اور حضرت اکابر  
 نے ایسے لوگوں کو ارتداد اپنانے والے فرما دیا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ

السلف قد ستموا مانعی الزکوٰۃ مرتدین | حضرات سلفؓ نے زکوٰۃ روکنے والوں کا نام  
 مع کونھو یصومون ویصلون | مرتد رکھا ہے حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے



(فادی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۹۱ طبقات ص ۲۸۳) اور غازی بھی پڑھتے تھے۔

حضرات سلف کے نزدیک اس کی نظیر سیدنا صدیق اکبرؓ کا وہ واضح طرز عمل تھا جو آپ نے ابتدا میں

ای اپنایا اور جس پر حضرات صحابہ کرامؓ نے اجماع فرماتے ہوئے مقابلہ و مقابلہ کیا تھا۔

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

اور دیگر حضرات صحابہ کرامؓ کے مابین ابتدا میں جو

## شیخین کے اختلاف کی نوعیت

اختلاف ہوا، یاد ہے کہ وہ اصل مسئلے میں نہ تھا۔ سیدنا حضرت عمرؓ اور دیگر اصحابؓ کا یہ خیال تھا کہ زکوٰۃ نہ دینا ایک باغیانہ جرم ہے اور فی الحال حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ان کے ساتھ قتال کیا جائے، اس لیے کہ دوسری جانب کفار اور مدعیان نبوتؐ باطلہ بھی کھل کر میدان میں آ چکے ہیں۔ ایسے حالات میں ان سے مڈ بھڑ مناسب نہیں۔

مگر سیدنا صدیق اکبرؓ کی فراست و بصیرت یہ کہہ رہی تھی کہ ان کا یہ انکار دین سے انحراف ہے۔ اگر آج انہوں نے زکوٰۃ کی یہ تاویل کر لی تو کل نماز کے بائے میں بھی اسی قسم کی تاویلات کا سہارا لیں گے اور اس طرح دین کی ساری عمارت کا نقشہ ہی بدل دیا جائے گا۔ مثلاً کل کچھ لوگ یہ کہہ دیں کہ نماز بھی تو حضورؐ قسمتی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھی اور وہ اپنے استدلال میں اقم الصلوٰۃ لذلک لشمس اور دیگر آیات سے استدلال کرتے ہوئے کہہ دیں کہ اقامت صلوٰۃ کے مخاطب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اس لیے جب آپ نہ رہے تو یہ بھی باقی نہیں رہی۔ اسی طرح دین کے دیگر احکام یکے بعد دیگرے ختم کیے جاسکتے ہیں (جس کی سازش آج کل کے منکرین حدیث کر رہے ہیں)

سو جس طرح نماز کا حکم پوری امت کے لیے ہے اس کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ خاص کرنے کی یہ تاویل انہیں کفر و ارتداد سے نہیں بچا سکتی اسی طرح حُذِّ مِنْ أَمْوَالِهِمْ اللہ میں یہ تاویل ان کو کفر سے نہیں بچا سکے گی۔ یہ انکار ارتداد کی دفعہ میں آ جائے گا۔ اسی پر صدیق اکبرؓ کا یہ ارشاد طویل واللہ لا قاتلین من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ (اگر نماز کا اقرار اور زکوٰۃ کا انکار کفر کیا معنی رکھتا ہے) شاہد ہے یعنی دونوں عبادات فرض ہیں۔ جس طرح نماز کا انکار کفر ہے اور ایسا آدمی مرتد ہے اسی طرح زکوٰۃ کا انکار کفر اور اس کا قائل مرتد ہے۔

اس وضاحت سے یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت شیخین کے مابین اختلاف اس پر نہ تھا کہ اہل الردۃ یعنی

مرتدوں سے جہاد کیا جانے یا نہیں؟ بلکہ اختلاف کی نوعیت یہ تھی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ اہل الردہ تھے اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان کا ارتداد متحقق نہ ہوا تھا۔ جب آپ کے سامنے بھی مرتدوں کا حال واضح ہوئی تو صرف اتفاق کرتے ہوئے فیصلہ کے سامنے سر جھکا دیا بلکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ عملی طور پر میدانِ عمل میں اتر آئے اور دیگر اصحاب نے بھی اس کو سب سے پیش قبول فرمایا۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

آخر کار سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ان مرتدین سے قتال کے معاملہ پر متفق ہو گئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے اور فیصلہ کو قبول فرمایا۔

فعمرو وافق ابا بکر علی قتال اهل الردة مانعی الزکوة وكذلك سائر الصحابة (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۳۲)  
تفہیم المسلم (۱۶۸)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس مبنی استقامت اور ایمانی قوت

### سیدنا صدیق کی استقامت اور حضرات صحابہ کا اعتراف

کا اندازہ فرمائیے کہ آپ کو ابتداء میں ہی اس مسئلہ کی حقیقت واضح ہو گئی تھی اور جب صورتِ حال واضح ہوئی تو تمام صحابہ کرامؓ بشمول سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اعتراف کیا، آپ کی تائید فرمائی، آپ کی فراستِ ایمانی کی داد دی اور کھلے عام فرمایا:

خدا کی قسم میں سمجھ گیا کہ ان سے جنگ کے معاملہ میں ابوبکرؓ کو پورا پورا شرح صدر ہو گیا۔ بالآخر مجھے بھی یقین ہو گیا کہ حق بات یہی ہے۔

فواللہ ما ہوا الا ان رایت ان قد شرح اللہ صدر ابي بکر للقتال فعرفت انه الحق (بخاری ج ۲ ص ۱۰۳)  
مسلم جلد ۱ ص ۳

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ بھی اکثر فرمایا کرتے تھے:

"سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری تمام عمر کی عبادت لے لیں اور مجھے صرف اپنی ایک رات اور ایک دن کی عبادت دے دی۔ شبِ غار کی رات اور فتنہٴ ارتداد کا دن۔"

(تفہیم المسلم ص ۱۶۸)

علامہ جبار اللہ زنجشیری لکھتے ہیں کہ جس دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف



ہے اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے جہد مبارک کے قریب کھڑے ہو کر اپنے جذبات و تاثرات پیش فرمائے  
ان میں یہ بھی فرمایا:

وآخر حین قتلوا.... کنت کالجبل  
لا تکرہ العواصف ولا تزیلہ  
العواصف (الغنائق ج ۱ ص ۲۸۴)

اور آخر دور میں بھی آپ (پیش قدم) ہے  
جبکہ لوگ ضعیف اور بزدل ہو رہے تھے۔

آپ دین کے معاملات میں اس پہاڑ کی طرح  
مضبوط رہے جس کو سخت تر ہوائیں متحرک

نہ کر سکیں اور توڑ دینے والی آندھیاں اپنی جگہ سے زائل نہ کر سکیں (یعنی انتقالِ نبوی کے  
بعد فتنہ ارتداد میں آپ ثابت قدم رہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ

کرہنا ذلك في الابتداء شوحننا  
عليه في الانتهاء (ازالة الخفاء مقصد اول  
ص ۱۲۹ ج ۱)

ہم ابتداء میں مانعینِ زکوٰۃ سے (ملنے کو)  
پسند نہیں کرتے تھے (لیکن جب حقیقتِ حال  
پر مطلع ہوئے تو) ہم اس معاملہ میں اوکو بڑھکے

شکر گزار ہو گئے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

فرأينا ذلك رشداً

(مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۳)

جب ہم یہ حقیقت کھلی تو ہم نے صدیق اکبرؓ  
کی رائے کو درست ہی پایا

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا:

قائم في الردة مقام الانبياء

تفہیمِ اسم ص ۱۶۸

یعنی فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لیے صدیق اکبرؓ  
نے وہ کارنامہ سرانجام دیا جو پیغمبر کیا

کرتے ہیں

حضرت ابو ہریرہؓ بھی یہی بات فرماتے ہیں کہ:

سمعت ابا حصين يقول ما ولد

بعد النبیین افضل من ابی بکر

میں نے ابو حصینؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

انبیاء کرامؑ کے بعد کوئی شخص ابو ہریرہؓ سے افضل

قام مقام نبی من الانبیاء فی قتال  
 اهل الردہ اخرجہ البغوی۔  
 (ازالۃ الخفاء ص ۱۳۹)

پیدا نہیں ہوا۔ اہل الردۃ سے لڑنے  
 میں انہوں نے وہ کام کیا جو ایک  
 نبی کرتا۔

حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔  
 (ابو حصین کا یہ قول اس ارادۃ اللہ کے  
 قبول کرنے کی طرف اشارہ ہے جو صدیق اکبرؓ  
 کے نفس نخس میں منتقش ہو گیا تھا اور انہیں  
 کے دل سے تمام مسلمانوں کے دل میں  
 ارادۃ جہاد پیدا ہوا۔

ایں اشارہ است بہ تحمل داعیۃ اللہ کہ  
 در نفس نخس اور رضی اللہ عنہ مرسم شد  
 و از انجا اہتمام بامر جہاد در خاطر مسلمانان  
 مرسوم گشت (ایضاً ص ۱۳۹)

حضرت عبد الرحمن بن زید بن اسلمؓ بھی اس واقعہ پر فرماتے ہیں کہ  
 (صدیق اکبرؓ) کیا ہی اچھے کامل فقیہ تھے۔ (مواہب الرحمن ص ۷)  
 خلاصہ یہ کہ فتنۂ ارتداد میں خواہ کچھ وقت صرف تو ہوا لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ ہی کے زمانہ میں اس  
 کا پوری طرح قلع قمع کر دیا گیا۔ اس راہ میں حالات نے کئی بار پٹیا کھایا، کئی نئے موڑ آئے لیکن سیدنا  
 صدیق اکبرؓ نے ہر حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ہر موڑ پر باطل کو شکست فاش دی۔ اگر خدا نخواستہ آپ  
 اس جانب توجہ نہ فرماتے تو نہ معلوم کیا ہو گیا ہوتا لیکن آپ نے ایسا نہ ہونے دیا۔ اسلام کی کشتی کے  
 ناخد ابن کر بجا طلت ساحل مراد پر پہنچا دیا۔ یہ ایک بہت ہی بڑا احسان ہے۔ جزاہم اللہ عنہ  
 ومن سائر المسلمین احسن الجزاء۔

تردیج دین پاک میں سبقت دے گیا  
 حکمت سے ارتداد کا فتنہ کیسے فرد

یہاں تھے اس میں نور یقیں جو ہر فرد  
 ہر کذب اس کے نور یقیں سے ہے مسترد

(جاری ہے)



# خاتونِ حبیبہؓ

سیدہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

مفتی نزل حسین صاحب کا پڑیا — کراچی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے منصب پر فائز ہوئے ۶ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ آپ اپنے تبلیغی مشن میں مصروف تھے۔ بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ حق کی طرف بلا رہے تھے لیکن اس راہ میں اپنے ہی خاندان اور قبیلہ کے لوگ حائل ہو رہے تھے اور قریش مکہ نے اذیتوں کے مختلف انداز اپنائے ہوئے تھے

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ کفار ان مکہ کے مشورہ سے عقبہ بن ابی معیط نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر اونٹ کی اوچھڑی ڈال دی۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کو اطلاع دیدی۔ یہ صاحبزادی ابھی صرف ۶ سال کی ہی تھی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انس و محبت کا یہ عالم تھا کہ دوڑی دوڑی آئیں۔ آپ کے جسم اطہر کو صاف کیا اور ان کفاروں کو برا بھلا کہا۔

اس ننھی سی بچی نے اپنی عمر کے اس دور میں ان مصائب اور تکالیف کا مشاہدہ کیا جو دین حق کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت کیں۔

یہ بچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتونِ جنت قرار دیا ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”قیامت کے روز ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے لوگو!

اپنے مردوں کو جھکاؤ اور اپنی نظریں نیچی کر لو اس لئے کہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گزرنے والی ہیں چنانچہ حضرت فاطمہؓ پل صراط سے ستر ہزار حور عین حوروں کے

ساتھ بجلی کی رفتار سے گزر جائیں گی

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں جس نے فاطمہ کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی“  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں جہاں وہ لوگ شامل ہیں جو حضرت فاطمہ سے عقیدتاً بعض رکھتے ہیں اور ان کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں جو کہ ان کے مناسب شان نہیں ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی اس میں شامل ہیں جو سیرتِ فاطمیہ اور کردارِ زہرا کے نفاذ کے دعوے ہیں لیکن ان کا عمل اس سیرت اور کردار کے مطابق نہیں۔ اگر فاطمہ زہرا کے کردار کی اتباع کرنی ہے اور ان کے جیسی سیرت اپنانی ہے تو ذرا غور کیجئے کہ حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے انتقال سے قبل یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ رات کے ان لمحوں میں اٹھایا جائے کہ کسی کی نظر بھی میرے جنازہ پر نہ پڑے۔

جس خاتون نے انتقال کے بعد بھی اس قدر پردہ اور شرم و حیا کا خیال رکھا آج ان کا نام گرامی لے کر بعض بے پردہ اور مغربی ذہن رکھنے والی خواتین سیرتِ فاطمیہ کی علمبردار بنی ہوئی ہیں۔ وہ فاطمہ زہرا کے جن کے والد بچہ دہر کے مالک تھے دنیا کی ہر آسائش ان کو مل سکتی تھی لیکن انہوں نے فاطمہ زہرا کے جہیز میں نہایت مختصر سامان دیا۔

وہ فاطمہ زہرا جس نے دنیوی زندگی پر اخروی سعادت اور کامیابی کو ترجیح دی کیا آج وہ خواتین جو حضرت فاطمہ کا نمونہ بننے کی دعوت دے رہی ہیں کیا وہ اپنے گھر اور اپنے ارد گرد کے ماحول میں حضرت فاطمہ کے اصولوں کو اپنا سکی ہیں؟؟

بقیم مسجد نبویؐ میں ایک اعرابیؓ

اندام میں فرمایا کہ تم نے تو رحمتِ خداوندی کی وسعت کو محدود کر دیا۔ دعوت و تبلیغ میں حکمت و موعظت کا یہی انداز مطلوب ہے اور انبیاء و رسل کا یہی طریقہ رہا ہے۔ ایک حدیث میں مولا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”تم لوگ آسانی کرو، سختی نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت نہ پھیلاؤ۔ ان چار لفظوں میں سلامی اخلاقیات کے تمام پہلو بیان کر دیے گئے ہیں مسلمانوں کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔“



(آخری قسط)

# صداقت رسالت مآب ﷺ

اور

## مقبولیت صحابہ کرام و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ کا مدنی جامع مسجد چکوال میں خطاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ کے راستے میں دو۔  
 مسجد میں اعلان کیا جو اللہ توفیق دے اللہ کے راستے میں دو۔ صحابہ کرامؓ اٹھے۔ جو دیا اللہ نے  
 لاکر پیش کر دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب کوئی ایسا موقع ہوتا ہے ابو بکرؓ  
 سب سے آگے ہوتے ہیں۔ آج اتنا دو، اتنا دو کہ ان سے بڑھ جائے۔ یہ سوچ کر گھر گئے اور جو  
 گھر میں تھا دو حصوں میں بانٹ دیا۔ آدھا اپنے گھر والوں کے لیے رکھا کہ لو یہ تم لو! اور جو تھا دوسرا  
 آدھا لے کر حضورؐ کے پاس آگئے۔ حضورؐ یہ لیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ جنائے خیر دے۔ اللہ برکت دے۔  
 خوب دعا دی۔ دُعاؤں دینے کے بعد پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ کہنے لگے حضورؐ! گھر والوں  
 کے لیے جو اللہ نے دیا تھا آدھا چھوڑا اور آدھا لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضورؐ نے پسند کیا  
 اور دعاؤں دیں۔ بہت اچھا کیا بھائی! اللہ تجھے جنائے خیر دے۔ بہت خیر دے۔ اللہ تجھے بہت برکت دے۔  
 اب بہت خوش ہیں حضرت عمر فاروقؓ کہ آج تو سب سے میں بڑھ گیا ہوں۔ حضورؐ نے خوب دعاؤں دیں۔  
 تھوڑی دیر میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی ہاندھے پیٹے چلے آئے ہیں۔ حضورؐ کی خدمت میں  
 آئے۔ حضورؐ! یہ حاضر ہے۔ حضورؐ نے بہت دعاؤں دیں۔ قبول کیا۔ پوچھا۔ ابو بکرؓ! گھر والوں کے کیا چھوڑا؟  
 کہتے ہیں۔ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔  
 بھائی! خدا کی قدرت ہدایت اللہ کے قبضے میں ہے۔ کسی کے قبضے میں نہیں۔ اچھے بڑے بڑے



پڑے لکھے ہیں لیکن نہ اللہ نہ رسول نہ قرآن کسی کی نہ ماننا۔ فرضی سوالی خرافات میں مبتلا ہیں اور دین سے محروم۔ قرآن کا انکار، حضور کی سچائی کا انکار، صحابہ کرام کا انکار جن کو اللہ نے رضی اللہ عنہم کہا۔ رضامندی کا اعلان کیا۔ ہدایت یافتہ کہا، جنتی ہونے کی خبر دی۔ حضور نے جگہ جگہ تعریف کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے ایمان لائے حضور کی خدمت میں مدینہ منورہ میں آئے، ایمان لائے اور خود والد سے سلام دعا۔ خیریت دریافت کرنے کے بعد اپنے والد سے پیار محبت کی بات شروع کی اور بار بار کہا اسی محبت ایسی محبت، یوں یاد آتے تھے، یوں یاد آتے تھے اور کہتے ہیں کہ لڑائی میں ایسا موقع آیا کہ اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو قتل کر دیتا۔ بالکل زد میں آپ آگئے تھے، لیکن آپ میرے باپ، آپ سے میری محبت، میں نے آپ کو کچھ نہ کہا۔ یہ سننا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا چہرہ سُرخ ہو گیا، کہنے لگے قسم خدا کی کیسا باپ اور کیسا بیٹا۔ اگر ایک دفعہ بھی میں تجھے دیکھ لیتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ وہ ایسے تجھے کسی کی نہیں پر واہ!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ بہت واقعات ہیں کیا سناؤں، کیا سناؤں؟ تو کچھ دنوں کے بعد چار آدمیوں نے، ایک عورت اور تین مردوں نے نبوت کا پرچار شروع کر دیا۔ ان میں سے سب کذاب تو پہلے ہی سے مدعی تھا اور بھی ہو گئے۔ خیر۔ بعض لوگوں نے، کسی قبیلہ نے زکوٰۃ بند کر دی، کسی نے کچھ کر دیا۔ کسی نے کچھ کر دیا۔ جگہ جگہ فتنے شروع ہو گئے۔ جب یہ بات بڑھی تو مستورہ کیا کر کیا کرنا چاہیے۔ لوگوں نے بتایا حضور پردہ کر گئے ہیں حضور کے جانے کا لوگوں کو غم ہے۔ کمزوری ہے، پریشانی ہے اور مسلمانوں کی صحابہ کرامؓ کی طاقت منتشر ہے۔ دماغ میں سکون نہیں، قوت نہیں۔ ذرا ہم اپنی صفوں کو ٹھیک کر لیں، یک جہتی اور قوت آجائے پھر سب مل کر کے کھڑے ہوں گے۔ تھوڑا صبر کیجئے، دو چار مہینے پھر جو مخالفین ہے ان کا مقابلہ کیا جائے گا اور فتنوں کا تعاقب کیا جائے گا۔

سب صحابہ کرامؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علی وغیرہ سب کی رائے ایسی ہی تھی۔ ذرا صبر کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ ابوبکر زندہ ہے اور خدا کے دین میں ایک اتنی بھی کمزوری پیدا ہو، ابد لا جائے۔ دین بڑے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں مٹ جاؤں گا، خدا کے دین کو کبھی کمزور نہیں ہونے دوں گا۔ تم سب رُک جاؤ، میں اکیلا جہاد کروں گا۔ حضرت عمرؓ بولے کہ آپ نہیں ہم جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے کہا ہم جائیں گے اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہم جائیں گے۔ اگر آپ جاتے ہیں تو ہم جائیں گے۔ یہ صحابہ کرامؓ نہ کھڑے ہو گئے تو اللہ



کا دین سر بلند ہو گیا۔ سارے فتنے مٹ گئے۔ سب چیزیں ختم ہو گئیں۔

بھائی! ایسے موقع پر ایسی قربانی دینے والے کیا خدا نخواستہ خاتم بدہن حکومت کے لایچ میں تھے  
اتنا کذب! اور یہ کہ ہدایت اللہ کے قبضے میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ نہیں تو یہ کسی کا ٹھیکہ  
ٹھیکہ نہیں۔ حضور کے چچا، پیارے چچا، عاشق چچا، ساری عمر حضور کا ساتھ دیا۔ کبھی حضور سے پیچھے نہیں رہے۔  
جب ان کا انتقال ہوا اسی سال حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ تر حضور نے کہا یہ علامہ الحرمین  
ہے۔ یہ غم کا سال ہے۔ ہمارے دو مخلص دو سچے ساتھی بڑے پکے وفادار ساتھی تھے۔ دنیا سے چلے  
گئے بڑے غم کا سال ہے۔ جن کے موت کے سال کہ حضور غم کا سال کہیں۔ حضور کے چچا۔ اللہ کو منظور  
نہیں۔ نہیں ایمان لائے حضور تشریف لے گئے انتقال سے پہلے۔ کہا۔ عمی! ایمان لے آؤ۔ کہا۔ بیٹا!  
سمجھتا ہوں تم سچے ہو، لیکن یہ طعنہ دیں گے۔ باپ دادا کا دین چھوڑ دوں۔ بڑی بے عزتی ہوگی۔ کہا عمی  
اللہ کو مانو۔ یہ سب جھوٹا تصور ہے۔ سمجھاتے رہے۔ بار بار تیار ہوتے تھے اور ارجہل غیرت دلاتا تھا۔  
یہاں تک کہ حضور نے فرمایا۔ عمی قل کلمۃ... اے چچا! ایک دفعہ ایک بات کہ دو۔ مجھے اللہ کے ہاں  
عرض کر کے چھڑانے کا موقع مل جائے گا۔ میں اللہ سے کہوں گا۔ نہیں نہیں میرے سامنے کما تھا۔  
ان کو چھوڑیے۔ ان کو جنت بھجوائیے۔ مجھے موقع مل جائے۔ ایک دفعہ کہ دو۔ آخر میں کہا کہ عار پر آگ  
کو میں ترجیح دیتا ہوں۔ آگ میں جانا منظور۔ لوگ طعنہ دیں، عورتیں طعنہ دیں۔ یہ مجھے منظور نہیں۔  
حضور مایوس ہو کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں انہیں کے بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے اور  
حضور سے کہا کہ اِنَّ عَمَلًا قَدْ ضَلَّ وَقَدْ مَاتَ۔ آپ کا گمراہ چچا مر گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔  
اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ۔ اللہ نے کہا کہ آپ جس کو چاہیں ہدایت یافتہ کر دیں آپ کے بس کی بات  
نہیں۔ یہ اللہ کے بس کی بات ہے۔ وہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ تو بھائی! یہ محروم قسمت  
بھی بد قسمت ہیں۔ حضور۔ اللہ۔ قرآن۔ سب کا انکار۔ اللہ نے ان کے مقدّمین گمراہی لکھی ہے۔ دُعا فرمایا  
اللہ ان لوگوں کو ہدایت دے دے اور یہ ایسی گمراہی سے بچ جائیں۔ اس لیے بھائی! صیح بات یہ ہے  
کہ اللہ پر ایمان لاؤ۔ اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارو۔ دین پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے جو راستہ تجویز  
کیا ہے اور اسی کو بتانے کے لیے چل کر دکھانے کے لیے اس پر چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے  
انبیاء کرام کو بھیجا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور نے یہ ڈیوٹی سونی صد مضبوطی سے انجام دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی تڑپ۔ بے چینی۔ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتا ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ (الشعراء ۳) قریب ہے کہ آپ اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیں کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ یہ جو لوگ ایمان نہیں لاتے، آپ کو اس قدر بے چینی اور غم، پریشانی ہے کہ آپ قریب ہے کہ اس پریشانی میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان کرتا ہے کہ اس قدر حضور کو غم، تکلیف اور صدمہ تھا۔ مصیبتیں اٹھاتے تھے کہ کسی طریقے سے یہ ایمان لے آئیں، سمجھ جائیں جہنم سے نجات پائیں اور سیدھے راستہ پر آجائیں۔ وہ راستہ کھلا ہوا ہے۔ وہی ایک راستہ ہے جو اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہو سکتا ہے جو آخرت میں نجات دلائے گا، جو جہنم سے بچائے گا۔ اس شریعت پر چلو، دین پر چلو۔ اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو یہی محبت ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

محبت اتباع سنت خیر الوری ہی ہے ہوس رانوں کو یارب یہ حقیقت کون سمجھائے  
لوگ اپنی اپنی چلاتے ہیں۔ باپ دادا سے یہ ہوتا چلا آیا ہے۔ وہ کریں گے۔ نہ اللہ کی مانیں گے نہ اللہ کے رسول کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں گے۔ ہم تو وہ کریں گے باپ دادا جو کرتے آئے ہیں۔ ہم تو وہ کریں گے! یہی مکے والے بھی کہا کرتے تھے کہ ہم نے جو باپ دادا سے ہوتا دیکھا ہے وہی کریں گے حضور کی نہیں مانیں گے۔ یہی جھگڑا تھا ان کا۔ آج بھی یہی جہالت موجود ہے۔ اللہ کی بات، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات، اس کو ٹھکرا دیتے ہیں، نہیں مانتے اور باپ دادا سے جو ہوتا آیا ہے چاہے الٹ چاہے سیدھا وہی کریں گے۔ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مانو۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ٹھیک ہے تو ٹھیک، نہیں تو نہیں اور حضور سے محبت تو اسی میں ہے کہ ساری دنیا کو چھوڑ کر کے حضور کی بات کو مانیں، حضور کے طریقے پر چلیں تب تو سچے عاشق ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوٹی معیار بتایا ہے۔ مَنْ أَحَبَّنِي اتَّبَعَ سُنَّتِي وَمَنِ اتَّبَعَ سُنَّتِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ اذکما قال صلی اللہ علیہ وسلم

حضور فرماتے ہیں مَنْ أَحَبَّنِي اتَّبَعَ سُنَّتِي۔ دعویٰ محبت سے کچھ نہیں ہوتا۔ سچا عاشق اگر دیکھنا ہے، پرکھنا ہے، امتحان لینا ہے تو دیکھ لو جو مجھ سے محبت کرے گا تو میرے طریقے پر چلے گا۔



اس کی شکل، اس کا لباس، اس کی چال ڈھال، اس کے معاملات، اس کی عبادات اس کی زندگی سب جیسی ہوگی۔ اگر میرے طریقے پر چلتا ہے یقیناً میرا سچا عاشق ہے اور اس طرح اگر کوئی میرے ساتھ عشق کرے کہ میرے طریقے پر چلے تو حضورؐ فرماتے ہیں جنت میں تو جائے گا، یہی جنت میں بھی دہاں ہوگا جہاں میں ہوں گا۔ اس کو حُبِّ علیؑ ملے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سنگت ساتھ ملے گی۔ وہاں ہوگا جہاں حضورؐ ہوں گے۔

اب ایک آدمی کہے مولانا صاحب! بے شک جو حضورؐ کے طریقے پر چلے وہ سچا عاشق ہے ہم بھی مانتے ہیں لیکن اگر کوئی آدمی من مانی کرے عشق میں جو چاہے کپڑے رنگ لے، کھائے، ناچے، کھڑے، تیرے باپ کا کیا؟ اے میرے باپ کا تو کچھ نہیں مگر حضورؐ جو نہیں مانتے۔ جب حضورؐ ہی کا انکار کر رہے تو کیا ملے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ رَغِبَ عَنْ مُنْتَهَى فَلَيْسَ مِنِّي اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جو کوئی میرے طریقے سُنت سے اعراض کرے اس پر نہ چلے کَیْسَ مِنِّي۔ اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں جب حضورؐ بے تعلقی کا اعلان کرتے ہیں، جب آپؐ فرمادیں میں نے تعلق توڑ دیا۔ تو اب میرے آپ کے مانتے سے کیا ہوگا؟ کیا ملے گا؟ حضورؐ مانیں تب ہوگا۔ وہ جب ہی مانتے ہیں جب وہ حضورؐ کے طریقے پر چلے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جہاں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، پیروی، بات ماننا اس کا بھی حکم دیا، اس کو بھی فرض کیا۔

اللہ نے قرآن میں کہا ہے: أَطِيعُوا اللہَ وَالتَّوَّابِیْنَ (ال عمران)۔ اے لوگو! اللہ کی اطاعت

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

اسی طرح فرمایا۔ أَطِيعُوا اللہَ وَالتَّوَّابِیْنَ (النساء ۵۹) اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: وَمَنْ يُطِيعِ اللہَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ (الاحزاب)

جس نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی

فَقَدْ فَازَ تحقیق کامیاب ہو گیا۔

فَوْزًا عَظِيمًا زبردست کامیابی

اللہ کتا ہے وہ کامیاب ہوا اور معمولی نہیں۔ زبردست کامیابی  
اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن میں کتا ہے: مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ  
فَانْتَهُوا۔ (الحشر) اللہ تعالیٰ کتا ہے قرآن میں۔ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ۔ اللہ کے رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہیں دیں مضبوط پکڑ لو۔ چھٹنے نہ پائے اور وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَاَنْتَهُوا جس سے  
تمہیں منع کر دیں قریب نہ جاؤ۔ دور رہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتے ہیں اور حضور کو حکم دیتے ہیں۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ  
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ۔ (آل عمران ۳۱)

کہہ دیجئے اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو فَاتَّبِعُونِي میرا اتباع کرو۔  
اللہ یہ کہلاتا ہے کہ کہہ دو ان کو کہ اگر تم میرے طریقہ پر چلو گے تو يُحِبُّكُمُ اللَّهُ اللہ تم سے محبت  
کرنے لگے گا۔ تم معشوق ہو جاؤ گے، محبوب ہو جاؤ گے اور اللہ تمہارا عاشق ہو جائے گا۔  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے بڑے محبوب ہیں۔ پیارے ہیں اور پیارے کی  
ہر چیز پیاری ہوتی ہے۔

تو اگر تم بھی اللہ کے پیارے جیسے بننے کی کوشش کرو گے تو جیسے جیسے بننے جاؤ گے تم بھی  
اللہ کے پیارے بننے جاؤ گے۔

اے بھائی! بیٹیا، اولاد، بیٹی، ماں باپ کے پیارے ہوتے ہیں۔ جیسا دوسرے کا بچہ سڑک میں  
ٹرین میں، بس میں بازار میں دوسرے شہر میں کہیں نظر آجائے توجی چاہتا ہے گود میں لیں۔ ہنسناں کھلائیں  
پلائیں۔ آپ کا پیارا تر نہیں۔ دوسرے کا ہے لیکن آپ کے پیارے جیسا ہے۔ شکل ویسی ہے۔ رنگ ویسا  
ہے۔ چال ڈھال ویسی ہے، اس لیے آپ کو اس سے پیار ہو رہا ہے۔ کیوں بھائی ہوتا ہے کہ نہیں!

اسی طرح تم بھی اپنی چال ڈھال حضور جیسی بنا لو، کام حضور جیسے کرو۔ معاملات حضور جیسے کرو دھچپائی  
ویسی ہو، امانت داری ویسی ہو، لوگوں کی خدمت ویسی ہو، ہمان نوازی ویسی ہو، جیسے جیسے تم حضور جیسے  
بننے جاؤ گے، تم بھی اللہ کے پیارے بننے جاؤ گے۔ پیارے جیسے بن گئے ہو اس لیے تم پیارے  
ہو گئے۔ اللہ تمہارا عاشق ہو گیا۔ پھر انسان ہو غلطیاں بھی سہی، تمہارا حساب کتاب چڑا ہے پر نہیں ہو  
گا۔ اب تم محبوب ہو۔ اللہ تمہارا محب ہے۔ میدان آخرت کا مالک اللہ تمہارا محب ہے اور تم اللہ



کے پیارے ہو۔ لہذا اب پیار محبت اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی کہ سب کے سامنے ذلیل کیا جائے  
یغفر لکم ذنوبکم۔

اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ جب تم سے محبت ہو جائے گی حضورؐ کے طفیل میں تم سے غلطیاں گناہ بھی ہوں  
تو ہم سب معاف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ نعمت ملے گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی اتباع سے۔ ظالمو! ذرا اسی اسی سیدھی کر کے آخر اس اتنے بڑے مقام کو کیوں ضائع کرتے ہو!  
یہ نعمت ہے انمول نعمت ہے۔ تم محب، محبوب بن جاؤ اور اللہ محب بن جائے حضورؐ کے طفیل۔ اس  
سے محروم کتنی بڑی محرومی ہے۔ دشمنوں کی صف میں شامل مت ہو۔ اللہ کے پیار سے بن جاؤ۔  
تو میرے محترم بزرگو! یہ طریقہ ہے شریعت کا دین کا، جس سے اللہ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے  
آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اس کو اختیار کرو۔ یہ چند روزہ ہے زندگی۔ کوئی ہمیشہ نہیں رہا  
اصلی زندگی وہی ہے۔ ایسے چند روزہ زندگی گزار دو! دہاں کامیابی ہو! دہاں نجات ملے۔ دہاں سرخروئی ہے  
تو کامیابی ہے ورنہ سب برباد۔

اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگو، کوشش کرو، صبح راستہ پر چلو اور آخرت میں بھلائی کے کام کرو۔  
اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نفس و شیطان کے کید و کر  
سے بچائے اور دارین کی نعمتوں سے نوازے (آمین)  
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

### بقیہ: فتویٰ فکری

اکابر علماء اور نجدی سعودی علماء بھی اس سماع کے قائل ہیں تو گویا تمام امت محمدیہ علی صاحبہا  
الصلوٰۃ والتحمید ان غالیوں کے نزدیک کافر ہو گئی العیاذ باللہ۔

ہم اے سنی دیوبندی علماء جہاں اشاعت التوحید والسنّت والوں سے مذہبی تعلقات رکھتے ہیں  
اور ان کے جلسوں میں تقریریں کرتے ہیں ان کے لیے بھی یہ فیصلہ ایک تازیانہ عبرت ہے۔ قطب الارشاد  
حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ انبیائے کرام کے سماع عند القبر میں  
اہل السنّت والجماعت کے ہاں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔ واللہ المادی

خادم السنّت مظہر حسین غفرلہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

# فضیلت و منقبت حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

## حضرت سرور میواتی

شیر یزداں ، فاتح خیبر ، علی مرتضیٰ  
دارتِ علم نبوت ، رہبر راہِ ہدے  
عہدِ صدیقی میں تھے عدلِ عدالت کے امیر  
عہدِ عثمانی میں شیرِ خاص اور قاضی رہے  
زلفِ دشمن میں گزری آپ کی ہجرت کی رات  
صاحبِ ایماں ہوئے بچوں میں سب سے پیشتر  
سرورِ کونین کی صحبت سدا حاصل ہی  
عشق میں سرکار کے سرشار رہتے تھے سدا  
ہر لڑائی میں لڑے کفار سے مردانہ وار  
خیبر و بدر و احد اتراب کے غزوات میں  
ابنِ عبدود کے اک دار میں ٹکڑے کئے  
دی شہِ بطنی نے جنت کی بشارت آپ کو  
مخرد و عالم نے دامادی کی عزت دی انہیں

قائدِ اہلِ طریقت ، سرگروہِ اتقیا  
بابِ شہرِ علم ، دامادِ محمد مصطفیٰ  
دورِ فاروقی میں تھے فاروقِ رضی کے اعلیٰ مشیر  
ہر خلیفہ سے علی مرتضیٰ راضی رہے  
بسترِ سرکار پر سو کر کئی رحمت کی رات  
عہدِ بچپن میں ہے سرکار کے زیرِ نظر  
یوں طبیعتِ خیر کی جانب سدا مائل رہی  
حکم کی تعمیل کو تیار رہتے تھے سدا  
ہو کے خوش سرکار نے دی ان کو تیغِ ذوالفقار  
بوالحسن کے کارنامے شہرہ آفاق ہیں  
مرحب و معتبر کے سر تن سے اٹرا کر رکھ دیے  
حق تعالیٰ نے عطا کر دی شہادت آپ کو  
بے گماں دنیا و مافیہا کی دولت دی انہیں

مختصر قصہ کہ سرورِ حیدرِ کرار کی  
خوبیاں گننے لگیں تو گن نہیں سکتے کبھی



# فضیلت رمضان المبارک

جناب ڈاکٹر لیاقت علی صاحب نیازی ایم اے پی۔ ایچ ڈی

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: صیغہ یہ ہے کہ رمضان ایک مہینہ کا نام ہے اور یہ لفظ ”رمضاء“ سے ہے۔ یعنی وہ پتھر جو گرم کیا گیا ہو، اس لئے کہ وہ شدید گرمی میں روزے رکھتے تھے عربوں نے جب مہینوں کے نام رکھے، تو ایسا اتفاق ہوا کہ اس کا نام (یعنی رمضان) شدید گرمی کے موسم میں تھا۔ یہ روزے سلسلہ میں فرض ہوئے اور یہ ضروریات دین میں سے ہیں، ماہ رمضان کے روزوں کا منکر کافر ہے۔

محبوب سبحانی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جعفر صادق اپنے یزرگوں سے اور عبداللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے اصمعی ابو عمرو سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں اونٹ کے بچوں کے پیر گرمی سے جلنے لگے تھے اور بعض لغوی کہتے ہیں کہ اس میں گرمی کی وجہ سے پتھر جلنے لگے تھے اور رمضاء گرم پتھر کو کہتے ہیں کسی نے کہا کہ رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہ جلا ڈالتا ہے۔ اس قسم کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک روایت آئی ہے کسی نے کہا رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دلوں میں حرارت پیدا کرتا ہے اور حرارت سے دل نصیحت قبول کرتے ہیں اور آخرت کی باتوں میں غور و فکر کرتے ہیں، جیسے ریت اور پتھر سورج کی حرارت جذب کر لیتے ہیں خلیل کہتے ہیں رمضان رمض سے بنا ہے اور رمض موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں بنا بریں رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں سے بدن کو دھو دیتا ہے اور دلوں میں پاکی اور

”قوی پیدا فرمادیتا ہے“

تاجدار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے

(ابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ (۲))

روزے کا تصور دیگر قدیم ادیان میں بھی ہے

ہندو دھرم کی قدیم کتابوں مثلاً ویدوں میں بھی روزے کا تصور موجود ہے۔ بدھ مت میں ہر ماہ چار روزوں کا تصور ہے۔ اس دوران میں روزہ دار خاموش رہتے ہیں۔ کھانے پینے سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، یہودیت میں بھی روزوں کا تصور موجود ہے ان کے اٹھ تیس دن کے ایام میں روزے رکھے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں قومی مصائب کے دنوں میں یا ناگہانی ایام میں بھی روزے رکھے جاتے تھے۔ جدید یہودیت میں روزے مختلف مہینوں میں رکھے جاتے ہیں مثلاً مختلف مذہبی تہواروں پر ستمبر میں، جنوری میں اور نومبر میں جب یروشلم کو دوسری دفعہ نذر آتش کیا گیا تھا۔ عیسائیت میں روزوں کی تعداد چالیس ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس روزے رکھا کرتے تھے۔ عیسائیت میں چند فرقے چودہ دن کے روزے رکھتے ہیں۔ جس میں روٹی کھانے اور نمک کے استعمال اور پانی پینے کی اجازت ہوتی ہے۔ جدید یونان میں بھی جو عیسائیت رائج ہے اس میں بھی روزوں کا تصور موجود ہے۔ اسی طرح روس میں بھی عیسائیت کے پیروکار روزے رکھتے ہیں۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت سے پہلے ایک صحرا میں اعتکاف فرماتے تھے اور لگاتار چالیس روزے رکھتے تھے۔ ۳۹ء سے قبل شہر روما کے عیسائی صرف تین ہفتے روزے رکھتے تھے۔ دیگر مذاہب میں لوگ سورج گرہن اور

ماہنامہ ”حق چار یار“ میں  
استفسار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(ادارہ)

اے غنیۃ الطالبین (ترجمہ مولانا راغب رحمانی) ص



چاند گھر من جیسے مواقع پر روزے رکھتے تھے۔ ماسیکو کے سرخ نام لوگوں کے دینی سر کردہ ہر سال ۱۹۰ روزے رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بھی روزے رکھتے تھے۔ بعض ممالک میں قدیم زمانے میں موسم بہار میں روزہ رکھنا واجب کیا گیا تھا تاکہ غیر شادی شدہ لوگوں میں زنا کاری کم ہو جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ فرماتے ہیں کہ ایک یورپین غیر مسلم ڈاکٹر ڈو فرائے نے ایک کتاب بعنوان "روزہ" لکھی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ روزہ نہ صرف طبی نقطہ نگاہ سے انسانوں کے لئے مفید ہے بلکہ کائنات کی دیگر مخلوقات کے لئے بھی یہ حیات نو کا مشردہ سُناتا ہے، قطبن میں اور دیگر جگہوں پر وحشی جانور کئی کئی ماہ برفباری کے دوران میں کئی مہینوں بغیر کھائے پیئے رہتے۔ جانور، پرندے، سانپ وغیرہ سب بہانوں کی غاروں میں چلے جاتے ہیں اور وہیں سو جاتے ہیں اسکو ایئر برنشن کہتے ہیں یعنی موسم سرما کی نیند۔ بغیر کھائے پیئے یا روزے کی حالت میں کئی ماہ گزارنے کے باوجود یہ جانور نہیں مرتے، بلکہ موسم بہار میں حیات نو لیکر آتے ہیں، پرانے پر جھڑ جاتے ہیں۔ پرانی کھالیں اُتر جاتی ہیں اور نیا چمڑا، کھال یا لباس پہن کر یہ دوبارہ زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ اشجار سردیوں میں جھڑ جاتے ہیں۔ کوئی پانی نہیں دیا جاتا پھر موسم بہار میں نئے نئے رنگوں سے یہ اپنی کونپلیوں، لگاتے ہیں، نئی جوانی، نیا حسن اور نئی قوت لیکر آتے ہیں۔

ڈاکٹر ڈو فرائے کی تحقیق کے مطابق آج کل ایسی عجیب اور پیچیدہ بیماریاں ظہور پذیر ہو چکی ہیں کہ جن کا ابھی تک کوئی علاج دریافت نہیں ہوا، ان کا علاج طویل یا مختصر فاقہ کشی سے کیا جاسکتا ہے ان کے تجربات اور تحقیقات کا نچوڑ یہ ہے کہ انسانوں کو ہر سال سات ہفتے روزے رکھنے چاہئیں اس طرح یہ کل روزے سالانہ بیالیس بنتے ہیں۔

پاکستان میں بھی جو تحقیقات ہوئی ہیں ان کی روشنی میں بھی کہا جاسکتا ہے کہ روزہ طبی لحاظ سے انسانوں کے لئے مفید ہے۔ ڈاکٹر فتح خان اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور کے یورالوجسٹ ڈاکٹر سجاد حسین کی یہ بھی تحقیقات ہیں جو انہوں نے چند سال قبل ایک ریسرچ پیپر کے ذریعہ سے

کروائی کہ گردے کے مریضوں میں یورک الیٹو (کی کمی واقع نہیں ہوئی) جنہوں نے روزے رکھے۔

رمضان المبارک کی فضیلت اور روزوں کی اہمیت قرآن حکیم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بیان کی جاتی ہے، تاکہ تمام شرعی مسائل بخوبی واضح ہو جائیں قرآن حکیم میں روزوں کے بارے میں حکم ہے کہ رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان پر فرض ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے کہ

(ترجمہ) مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقریر اختیار کرو (البقرہ ۱۸۳)

”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے۔ اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور فرقان (یعنی حق اور باطل کو الگ کر انیوالا) ہے۔ توجو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو اسے چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزہ رکھ کر ان کا شمار پورا کرے۔“

اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور تم روزوں کا شمار پورا کرو۔ اور اللہ کی بڑائی اس طرح بیان کرو جیسے اس نے رہنمائی کی ہے تاکہ تم شکر ادا کر سکو (البقرہ - ۱۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانبدیکھو کہ روزہ رکھو اور کوئی دیکھو کہ افطار کرو اگر مطلع ابراؤد ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے، آپ نے فرمایا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے کہا ہاں فرمایا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ لوگوں میں اعلان کرو کہ کل روزہ رکھیں (دارقطنی)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت



میں حاضر ہوا، جس کے بال الجھے ہوئے تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا پانچ نمازیں۔ لیکن اگر تم نفل پڑھنا چاہو تو اور بات ہے، پھر اس نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزے کتنے فرض کیئے ہیں آپؐ نے فرمایا ماہ رمضان کے روزے لیکن اگر تو نفل روزہ رکھے تو الگ بات ہے (بخاری شریف)

حضرت امام عزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب ص ۶۸۸ پر رقمطراز ہیں

”حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ“ ارشاد خداوندی ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کا سواے روزہ کے کہ یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور یہ کس قدر خوش بختی ہے کہ باری تعالیٰ نے اس عبادت کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور فرمایا کہ یہ میرے لیے ہے۔“ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”میری امت کو رمضان شریف کے مہینے میں پانچ باتیں عطا ہوئیں۔ جو پہلے کسی امت کو عطا نہیں ہوئی ہیں۔

(۱) روزے دار کے منہ کی بو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(۲) فرشتے ان کے لیے دعائے مغفرت و بخشش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ افطار کر لیں

(۳) متکبر شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں

(۴) اللہ تعالیٰ ہر روز جنت کو آراستہ فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے بندوں سے تکلیف و کمزوری دور ہو جائے۔

(۵) آخری رات میں انہیں بخش دیا جاتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا یہ آخری رات قدر کی رات ہے؟ فرمایا نہیں!

بلکہ جب کام مکمل کر لے۔ تو اس کو پوری مزدوری ملتی ہے

سنن نسائی میں ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے

نیز ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا، جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے

تو اللہ کو کچھ حاجب نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے

معلوم ہوا کہ کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا، روزہ کو

فواحش، منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔

روزے سے ظاہر و باطن کا تزکیہ ہوتا ہے۔ صحت اور تندرستی ملتی ہے۔  
حافظ منذریؒ نے "الترغیب والترہیب" میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ  
جہاد کرو غنیمت حاصل ہوگی روزے رکھو تندرست رہو گے۔ سفر کرو مال دار ہو جاؤ گے۔  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن روزہ  
رکھے اللہ تعالیٰ اُس کو آتش دوزخ سے اتنا دور کر دیں گے جتنا دور کوئی شخص ستر سال  
تک چل کر پہنچے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ  
انسان کے ہر عمل کا اجر (کم از کم) دس گنا ہر پڑھا دیا جاتا ہے (لیکن) روزہ کے بارے میں  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ وہ خاص میرے لئے ہے اور  
میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشوں کو اور کھانے پینے کو چھوڑ  
دیتا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں آٹھ دروازے  
ہیں جن میں سے ایک کا نام "ریان" ہے اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں  
ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی اس وقت ہوگی جب  
اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

قرآن حکیم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں نازل ہوا، اس لئے اس مقدس ماہ کی  
بڑی فضیلت ہے۔ لیلۃ القدر ہزار ماہ کی راتوں سے بہتر ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو  
تمام جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور سارا مہینہ ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور اللہ  
تعالیٰ ایک آواز دینے والے کو حکم دیتا ہے کہ یہ آواز دو! اے بھلائی کے طلبکارو! آگے  
بڑھو، اے برائی کے طلبکارو پیچھے ہٹو۔

بچھ فرمایا ہے! ہے کوئی بخشش مانگنے والا تاکہ اُسے بخش دیا جائے؟ کوئی مانگنے والا ہے؟



تاکہ جو مانگتا ہے اُسے دیا جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا تاکہ اُس کی توبہ قبول کی جائے! صبح طلوع ہونے تک اسی طرح آوازیں دی جاتی ہیں۔ افطار کے وقت ہر شب اللہ تعالیٰ روزہ سے دس لاکھ گناہ گاروں کو آزاد فرماتا ہے جن پر عذاب لازم ہو چکا تھا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطاب فرمایا اور کہا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ کر رہا ہے۔ اس میں قدر کی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس کے روزے فرض کر دیے اور رات کا قیام نفلی (عبادت) ہے جس نے اس میں ایک نیکی کی بات کی گویا اُس نے دوسرے (مہینے) میں فرض ادا کیا اور جس نے ایک فرض ادا کیا گویا اُس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مواصلات (دعوتِ خاری) کا مہینہ ہے۔ اس میں ایماندار کی روزی فراخ کر دی جاتی ہے۔ جس نے اس میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلویا اُس کے لیے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر ہے اور اُس کے گناہوں کی معافی ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے رمضان کے روزہ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان (کی راتوں میں) ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے قیام کیا (تراویح اور نفل میں مشغول رہا) اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب سمجھتے ہوئے قیام کیا اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۱ - صحیح بخاری و مسلم) نماز تراویح مردوں، عورتوں سب کے لئے بیس رکعت سنت موکدہ ہے اور مردوں کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ مسجد میں باجماعت تراویح پڑھیں خوانین گھر میں تراویح پڑھیں فرمایا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزہ دار کا روزہ کھلویا یا مجاہد کو سامان دے دیا تو اُس کو روزہ دار اور غازی جیسا اجر ملے گا

فرمایا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزہ میں بھول کر کھا پی لے تو وہ روزہ پورا کرے کیونکہ (اُس کا کچھ قصور نہیں) اُسے اللہ نے کھلایا اور پلایا (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

فرمایا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے (بخاری شریف)  
 اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھانے والوں  
 پر خدا اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں (طبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)  
 فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم روزہ کھولنے لگو تو کھجوروں سے افطار  
 کرو کیونکہ کھجور سرا یا برکت ہے۔ اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لو۔ کیونکہ وہ (ظاہر  
 و باطن کو) پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی عن سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ)

فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ رمضان المبارک میں حضور اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو بحالت جنابت صبح ہو جاتی تھی پھر آپ غسل فرما کر روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)  
 نوٹ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ یہاں جواز کے لئے کوئی عمل کرتے تھے۔ اس سے  
 معلوم ہوا کہ بحالت جنابت آدمی (کھاپی کر) روزہ رکھ سکتا ہے اور طلوع فجر کے بعد  
 غسل کر کے پھر روزہ پورا کر سکتا ہے۔ نماز تو حالت جنابت میں نہیں ہو سکتی، لیکن روزہ  
 رکھا جاسکتا ہے۔

روزہ میں مسواک اور سرمہ جائز ہے؛ البتہ مسواک پر منجن یا ٹوٹھ یا وڈر وغیرہ کا  
 استعمال کہ جن کا اثر خلق میں جائے نہ کیا جائے۔ اس سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تہنید کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے  
 اور اپنے گھروالوں کو (بھی عبادت کیلئے) جگاتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲)

شب قدر آخری عشرے میں طاق کی راتوں میں ہوتی ہے اس کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت  
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ!  
 اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو اس میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔  
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفْوٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي (یعنی اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے  
 معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف فرما دے)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم



رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ (اسی طریقے پر) وصال فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔

عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شرب قدر ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جو ہر اس بندہ کے لئے خدا تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ جو کھڑے بیٹھے اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہو۔ پھر جب عید کا دن ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر سے فرماتے ہیں کہ دیکھو ان لوگوں نے ایک ایک ماہ کے روزے رکھے اور حکم مانا اور فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کی کیا جزا ہے جس نے عمل پورا کر دیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کا بدلہ پورا دے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندوں نے میرا فیضہ پورا کر دیا جو ان پر لازم تھا اب دعائیں گڑ گڑانے کیلئے نکلتے ہیں۔ قسم ہے میرے عزت و جلال کی اور کرم کی اور میرے علو و ارتفاع کی میں ضرور ان کی دعا قبول کرونگا۔ پھر بندوں کو (کو) ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ میں نے تم کو بخشش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ لہذا اس کے بعد (عید گاہ سے بختے بختائے واپس ہوتے ہیں) (بہقی)

عید کے دن صدقہ فطر بھی ادا کریں جو صاحب نصاب پر واجب ہے، حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کیلئے اور مسکینوں کی روزی کیلئے مقرر کیا گیا ہے (ابوداؤد)

مسافر جو مسافتِ قہر کے ارادے سے اپنے شہر یا بستی سے نکلا جب تک سفر میں رہے گامزد ہو باعورت چار رکعتوں والی نمازوں کی جگہ دو رکعتیں فرض پڑھے گا، ماں اگر کسی ایسے امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو پوری نماز پڑھنی ہوگی، نیز اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو مسافر کے حکم میں نہیں رہے گا اور پوری نماز پڑھنی

ہوگی، مسافت قصر ۲۸ میل ہے، اتنی دور کا ارادہ کر کے روانہ ہو جائے پیر شرعی مسافت ہے جبکہ اپنے وطن سے نکل جائے۔ اتنی دور کا مسافر خواہ پیدل سفر کرے خواہ بس سے خواہ ہوائی جہاز سے یا اور کسی تیز رفتار سواری سے شرعی مسافر مانا جائے گا، شریعت نے نماز قصر کی بنیاد مسافت قصر پر رکھی ہے اگرچہ تکلیف نہ ہو تب بھی ۲۸ میل کا مسافر چار رکعت والے فرض کی جگہ دو رکعتیں پڑھنی چاہیے، اگر پوری چار رکعتیں پڑھ لیں تو بُرا کیا۔

جس مسافر کے لئے چار رکعت والی نماز فرض کی جگہ دو رکعت پڑھنا ضروری ہے اُس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ رمضان شریف کے موقعہ پر سفر میں ہو تو روزہ نہ رکھے اور بعد میں نگھرا کر چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کر لے، خواہ ہوائی جہاز یا موٹر کار سے سفر کیا ہو اور خواہ کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی ہو اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے تو مسافر نہ ہو گا۔

ارشاد ربانی ہے "جو شخص اس ماہ میں موجود ہو وہ ضرور اس میں روزہ رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر سے روزہ معاف نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے اسکو رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن بعد میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا فرض ہے اگر زیادہ تکلیف نہ ہو تو رمضان ہی میں روزہ رکھ لینا زیادہ بہتر اور افضل ہے

البتہ جو شخص ایسا مریض ہو کہ روزہ رکھنے سے اسکی جان پر بن آنے کا قوی اندیشہ ہو یا جو سخت مرض میں مبتلا ہو اور روزے کی وجہ سے مرض کے طول پکڑ جانے کا غالب گمان ہو۔ اس کے لئے جائز ہے کہ رمضان شریف کے روزے رمضان میں نہ رکھے اور اس کے بعد جب اچھا ہو جائے قضا رکھ لے۔

ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسافر کے واسطے نماز آدھی کر دی، اور اُسے روزہ معاف کر دیا ہے اور ایسے ہی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو جب انہیں



اپنے بچے (کی تکلیف) کا اندیشہ ہو، روزہ معاف کر دیا تے جس طرح مریض اور مسافر کو رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے (جس طرح کی شرطیں اوپر لکھیں گئیں) اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ رمضان میں روزے نہ رکھے اور بعد میں قضا کر لے بشرطیکہ روزہ رکھنے سے بچے کو دودھ نہ ملنے کی وجہ سے غذا سے محرومی ہوتی ہو اگر بچہ ماں کے دودھ کے علاوہ دوسری غذا کے ذریعے گزارہ کر سکتا ہو، مثلاً اوپر کا دودھ پینے سے یا دلیہ چاول وغیرہ کھانے سے بچہ کی غذا کا کام چل سکتا ہے۔ تو دودھ پلانے والی عورت کو روزہ چھوڑنا حرام ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی بچے کی عمر دو سال ہونے تک ہے، جب بچے کی عمر دو سال تک ہو جائے تو اس عورت کو دودھ کا پلانا ہی منع ہے، اہل میں روزہ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ! دودھ پلانے والی عورت کو شرط مذکور کے ساتھ رمضان کا روزہ نہ رکھنا اس صورت میں جائز ہے جب کہ بچہ کا باپ دوسری عورت کو معاوضہ دے کر دودھ پلوانے سے عاجز ہو یا وہ بچہ ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ لیتا ہی نہ ہو جو عورت حمل سے ہو اس کو بھی رمضان شریف میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، فارغ ہوئے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے رکھ لے، مگر شرط وہی ہے کہ روزہ رکھنے سے بہت زیادہ تکلیف میں پڑنے یا اپنے بچے کی جان کا اندیشہ ہو۔

وہ عورت یا مرد جو مستقل ایسا مریض ہو کہ روزہ رکھنے سے جان پر بن آنے کا شدید خطرہ ہو اور زندگی میں اچھے ہونے کی امید ہی نہ ہو یا وہ مرد و عورت جو بہت زیادہ بو رہا ہے روزہ رکھ ہی نہیں سکتا اور روزے پر قادر ہونے کی صورت نہیں یہ لوگ روزے کے بجائے فدیہ دیں، لیکن بعد میں بھی روزے رکھنے کے قابل ہو گئے تو گزشتہ روزوں کی قضا کوئی ہوگی، اور آئندہ روزے رکھنے ہونگے۔ اور جو فدیہ دیا ہے صدقہ میں شمار ہوگا

ہر روزے کا فدیہ یہ ہے کہ ایک سیر  $۱۲\frac{1}{۲}$  چھٹانک گیہوں یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دے دے یا بی روزہ ایک مسکین کو صبح شام پیٹ پھر کھانا کھلا دیوے (احتیاطاً دو سیر گیہوں دیوے)

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی صائم کا روزہ کھلوائے گا اس کے لئے روزے ہی جیسا اجر ہوگا۔ اور روزے دار (جبکہ روزہ کھلویا ہے) اس کے اجر میں کوئی کمی نہ آئے گی

غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۲۸۳ پر یہ حدیث مبارک درج ہے جس سے رمضان المبارک کے برکات اور فیوض کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اس مہینہ کا آغاز رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے

اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

حق تعالیٰ جل مجدہ رمضان کی ہر رات میں تین بار فرماتا ہے: ہے کوئی سائل کہ

میں اس کا سوال پورا کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، ہے کوئی

گناہوں سے معافی مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ معاف کروں۔ کون ایسے مالدار کو جو کبھی

نادار ہونے والا نہیں قرض دیتا ہے اور کون اسے قرض دیتا ہے جو پورا پورا قرض ادا کرنے والا

ہے اور ظالم نہیں، فرمایا! رمضان میں روزانہ اوقات کے وقت حق تعالیٰ دس لاکھ ایسے مسلمانوں

کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن میں سے ہر ایک پر عذاب واجب ہو چکا تھا پھر جب جمعہ کی شب

آتی ہے تو حق تعالیٰ جمعہ کی ہر ساعت میں دس دس لاکھ انسانوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن

پر عذاب واجب ہو چکا تھا پھر جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن حق تعالیٰ اول

سے لیکر آخر تک جس قدر بخشے گئے ہیں ان سب کی تعداد میں لوگوں کو بخشتا ہے

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو رمضان المبارک میں عمل صالح کی توفیق دے اور ہم کی

برکات سے استفادہ کر سکیں۔ آمین =



# منقبت حضرات حسین شہیدین رضی اللہ عنہما

تاری قیام الدین حقیقی، پٹنہ دادل خان

حسینؑ و حسنؑ اہل سنت کے رہبر امانت، شجاعت، شرافت کے پیکر  
 سکون دل کو ملتا ہے نام ان کا لے کر  
 وہ ہیں نوجوانانِ جنت کے سردار رسالت کے دونوں ہیں پھول اور شمعکار  
 یہ سرما گئے ہر دو عالم کے سردار  
 نبیؐ ان کے نانا ہیں، نانی خدیجہؓ عسکر حبیبہؓ، خالہ عسلیؓ رضا  
 پدر ہیں علیؓ فاطمہؓ رضوان کی مادر  
 جہیں ان کی سرکار خود چڑھتے تھے جھٹ کر کبھی دوش پر گھومتے تھے  
 کہاں کوئی اس وصف میں ان کا بھر  
 صابریہ کے زمرہ میں دونوں ہیں شامل جو انکار اس کا کرے وہ ہے جاہل  
 یہ درس حقیقت ہے کہ اس کو ازبر  
 برنے کر بلا میں شہید اک برادر مقابل نقشبندی شیعی درندوں کا شر  
 دیا درس جینے کا خود حق یہ کٹ کر  
 دیا زہرتِ آمل جناب حسنؑ کو احساؑ انجما کے مسکتے چمن کو  
 خدا کی ہر پھٹکار ان کے مدد پر  
 شبیبہ انِ اسلام کی دونوں زینت ادب ان کا کرتے ہیں سب نیک طینت  
 وہ آت ہائے ہیں ہم ان کے نوکر  
 تھی ہر ذمہ رضی حق کی مطلوب ان کو حکومت نہ دولت تھی مرغوب ان کو  
 بتاتے ہیں باغی انہیں فتنہ پرور  
 حسنؑ نے کیا پیر سے امت کو یکساں بندھ گیا پیار کا پہلے جیسا  
 تھا ایمان پرور اخوت کا منظر  
 بلا شک ہے سید حسنؑ میرا بیٹا جو اصلاح امت کا باعث بنے گا  
 میں مصداق اس پیشگوئی کا یکسر  
 صفات ان میں جو حق تعالیٰ کی چاہنے نبوت کے اوصاف جو ان میں مانے  
 وہ کافر ہے مشرک ہے حیوان ہے بدتر  
 حسینیؑ تو حسینؑ کی خاک پا ہے تیری سرفرازی کی یہ انتہا ہے  
 اٹھتے جموں مومن نظم تیری سن کر

# مُنکِرِ حیات النبی کا فتویٰ کفر

## مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان تبصرہ فیصلہ

سماع موتی کا عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں سماع موتی ثابت نہیں ہے۔ جو لوگ بمشیتہ اللہ خرقاً للعادة عند القبر سماع کے قائل ہیں وہ کافر نہیں ہیں اور جو لوگ سماع موتی ہر وقت دور و نزدیک کے قائل ہیں وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

صدر مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

صدر مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

صدر مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

صدر مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

صدر مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

صدر مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

صدر مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

صدر مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

مجلس مقننہ اشاعت

التوحید والسنۃ

پاکستان کا مندرجہ فیصلہ ماہیت

نغمہ توحید جلد نمبر اشارہ ۱۷۱

پر شائع ہوا ہے۔ اس ماہنامہ کے

مدیر سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ہیں جو

مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری

صدر اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

کے صاحبزادے ہیں۔

اس فیصلہ اور فتویٰ کا مطلب یہ ہے

کہ جو لوگ قبر کے پاس صاحب قبر کا

سُنا بطور خرق عادت مانتے ہیں

یعنی اللہ چاہے کسی وقت ان کو

کوئی بات سُنا دے، وہ تو کافر نہیں،

لیکن جو لوگ قبر کے پاس صاحب قبر کا

ہر وقت سُنا مانتے ہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج یعنی کافر ہیں۔ اس فیصلہ کی ذمہ داری اہل سنت کے اس عقیدہ پر بھی پڑتی ہے جو رحمتہ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہرہ (یعنی روضہ مقدسہ) کے پاس درود و سلام پڑھنے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت سُنتے ہیں تو وہ بھی ان کے نزدیک کافر ہیں۔ حالانکہ سوائے ان اشاعت التوحید والسنۃ والوں کے تمام اہل سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک کے پاس سنتے ہیں حتیٰ کہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے تمام (باقی صفحہ پر)



## سیدہ خلسا مروری غمنا بنت عمرو

چار بیٹے لے کے آئی جنگ کے میدان میں  
 دل کے ٹکڑے رکھ دیے تھے موت کی میزان میں  
 خون میں لتھڑے ہوئے بیٹوں کی لاشیں دیکھ کر  
 خوبصورت نوجوان جسموں کی قاشیں دیکھ کر  
 بل گئے تھے سخت دل اور سخت جاں کسار بھی  
 محکم گئی تھی لمو بھر کو قسمت کی رفتار بھی  
 رو پڑی تھی موت بھی خود سسکیاں لیتے ہوئے  
 تیرے پاؤں چھو لئے تھے ہپکیاں لیتے ہوئے  
 کس قدر تھا نور افشاں تیرے چہرے پر وقار  
 تو کھڑی تھی بن کے روشن استقامت کا منار  
 ڈھونڈتی پھرتی تھی خود کو موت کے بازار میں  
 تاکہ شرمندہ نہ ہو سرکار کے دربار میں  
 تھی مگر اک فاتحانہ مسکراہٹ زیر لب  
 تیرا انداز شکر تھا زالا اور عجب  
 تو نے ثابت کر دیا تاریخ کے ابواب میں  
 بے سبب رتبے نہیں بانٹے گئے اصحاب میں

# مسجد نبوی میں ایک اعرابی

حضرت مولانا قاضی الطہر صاحب مبارکپوری

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ رضی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں آکر پیشاب کر دیا۔ اس پر صحابہؓ نے اس دیہاتی کو سخت سست کنا شروع کیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں موجود تھے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس دیہاتی کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ڈول سے پانی گرا دو۔ تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو۔ سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانکے لیے کھڑے ہوئے اور وہ اعرابی بھی آپ کے پیچھے کھڑا ہوا۔ جب نماز شروع ہوئی تو اعرابی نے کہا

اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي مُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمُوهُ | اے خدا! مجھ پر اور محمدؐ پر رحم کر اور ہمارے  
مَعَنَا أَحَدًا | ساتھ کسی دوسرے پر رحم نہ کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر اس سے فرمایا کہ

حَجَرَتْ وَاسِعًا | تو نے وسیع چیز یعنی رحمت خداوندی کو محدود

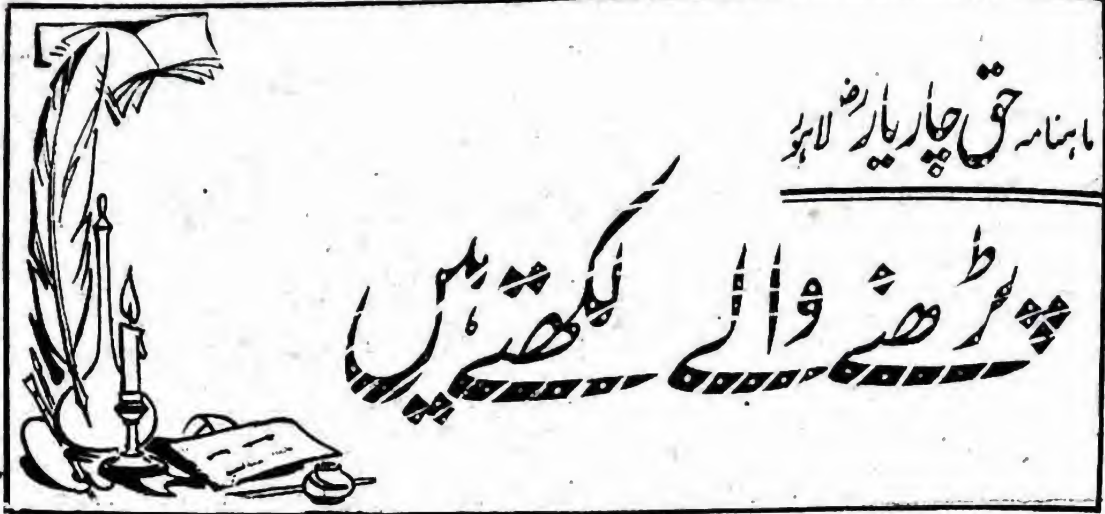
کر دیا۔

(سنن ترمذی - مصنف عبدالرازق، سنن کبریٰ، سیقی وغیرہ)

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز میں سلام و کلام کی اجازت تھی۔ اس واقعہ کو محدثین نے مختلف روایات سے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اس واقعہ میں اس بدوی مسلمان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک اور صحابہؓ کو اس کی تاکید کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس دیہاتی اور بدوی مسلمان میں کس قدر اخلاص، محبت رسول، یقین و ایمان کی کمپنی اور سادگی تھی اور اس کی اس دعا میں کس قدر خلوص تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدوی کی سادگی اور اخلاص پر بڑے بیخ اور پایے (باقی ص ۹۳ پر)





جناب مولانا محمد علی صاحب صدیقی کاندھلوی بانی دارالعلوم الشہابیہ سیالکوٹ

حضرت قائد اہلسنت مدظلہ کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ "حق چار یار" پڑھتا ہوں۔ آپ کے لیے دل کی پٹائیوں سے دعائیں نکلتی رہیں۔ بدعات کی اس اٹاٹوپ تاریکی میں آپ نے احیاء سنت کی جوشع روشن کر رکھی ہے اس کی بڑی قیمت ہے۔ یہ دور سکندر کے زمانہ وزارت سے نہ صرف مختلف نہیں بلکہ ہو بہو اس کی کاپی ہے۔ اس وقت بدعات کا صرف اعدادی چہرہ تھا۔ اب بدعات کا صرف اعدادی چہرہ نہیں ہے بلکہ اس کی پشت پر عقلیت کا پرفریب جال ہے اور فکری آوارگی دانشوری کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر حق کو دبانا ہی نہیں مٹانا چاہتی ہے۔ اللہ سبحانہ آپ کی عمر میں اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ یہ اللہ سبحانہ کا خاص انعام ہے کہ باطل کو باطل بتانے والی اور حق کو ڈنکے کی چوٹ حق کہنے والی زبان حالات کی ساری ناخوشگوار بویں میں بول رہی ہے۔ اور وہ کاپتہ نہیں مگر میری سوچ یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کا وجود گرامی نبوت خاتم النبیینؐ کا علی معجزہ ہے۔ اسی کا دوسرا نام سنت ہے جب کہ قرآن آپ کا علمی معجزہ ہے۔ دونوں متواتر ہیں۔ ایک کا تواتر علی اور دوسرے کا علی ہے۔ اسلام کی دشمنی کون یا نادان دوست کی فکری کج روی، دونوں چاہتے ہیں کہ نبوت کے لائے ہوئے علم و عمل میں تفریق ہو جائے۔ اس کے ایک سے زیادہ رُوپ ہیں۔ یہ کہیں اہل بیتؑ کی محبت کے لباس میں ہے، کہیں طاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں ہے اور کہیں عبادتِ خدا کا لبادہ پہنے ہوئے ہے۔ قاب مختلف ہیں، روح ایک ہے۔ اللہ سبحانہ آپ کو امت کی جانب سے گودوں بھری جزا دے۔ آپ نے دین سے دوری کے اس دور میں بدعات کے گورتوں

میں احیاء سنت کی اذان دی ہے۔

جناب مولانا محمد مقدار الدین صاحب شاکر (فاضل دیوبند) خطیب سنہری جامع مسجد پشاور

قابلِ صد ہزار احترام مطاع العلماء حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قلم فیوضہ و دامت برکاتہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ "حق چار یار" "نظر نواز ہوتا ہے، پڑھتا ہوں اور سکون پاتا ہوں۔  
حقیقت یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خلیفہ نہ ہوا وہ امت کے امام بننے کا  
حق نہیں رکھتا۔ (خلافت و امامت کے دقائق آپ سے پوشیدہ نہیں)۔  
موجودہ دور میں جبکہ دین حق کی بنیاد و اساس کو کمزور کرنے کے لیے دولتِ فراوان صرف کر  
کے پاکستان کے اندر اور باہر جو سعی کی جاتی رہی ہے حق چار یار" میں ان کے دفاع کا کافی  
مواد موجود ہے۔ اللہم زد فرزد۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

جناب حافظ لدھیانوی صاحب فیصل آباد

مکرمی حکیم محمد طیب صاحب زاد لطف! السلام علیکم  
آپ کا مؤثر جریۃ حق چار یار" موصول ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات  
کے بارے میں میری منقبت بھی شامل اشاعت تھی۔  
صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموس کی جو حفاظت آپ کر رہے ہیں وہ آخرت کا  
زاد راہ اور ذریعہ نجات ثابت ہوگی۔ صحابہ کبار کی ارواحِ مبارکہ آپ کو ہر اشاعت پر دعاؤں سے  
نوازی ہوگی۔ ان پاکانِ بارگاہِ خداوندی کی دعاؤں کا ہر لفظ رحمت کے خزینے، برکتوں اور سعادتوں  
کے دفینے لیے ہوگا۔ یہ خوش قسمتی کی معراج اور شرف کی انتہائی حد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا  
فرمائے کہ صحابہ کرام کے اعمالِ حسنہ، عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت و ریاضت، جہاد بالنفس  
ایشاء و قربانی کی روح پروردستانوں کو عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک بطریق احسن پہنچا سکیں۔



جناب سید احمد حسین صاحب زید نفیسی سابق مدیر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور حال مدرس ہائی سکول گوجرانوالہ

"حق چار یارہ" شمارہ بابت رجب المرجب ۱۴۱۰ھ نظر نواز ہوا۔ شکریہ۔ ظاہری حسن میں تو پہلے ہی اپنا ایک منفرد مقام حاصل کر چکا ہے مگر فکری محاذ پر جس ٹھوس انداز میں یہ مجملہ کام کر رہا ہے اس کا خاصہ ہو کر رہ گیا ہے۔ "حق چار یارہ" اسم باسٹھی ہے اور یہ پیائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یاروں کی عظمت اور مشن کا علمبردار بن کر غافل سنتوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہا ہے۔

حضرت اقدس محترم قاضی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا ادارہ پڑھ کر دنگے ٹکڑے ہو گئے کہ ایک ایسا بدبخت شخص بھی اس ملک میں رہ رہا ہے جس کی بنیاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قرار دی گئی ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ پر بہتان لگانا اور پھر اپنی خرافات کا عدالتی اقرار کرنا۔ اس پرستزادیہ کرمات کو داکر اپنی مذہب سرگرمیاں جاری رکھنا، بحث ہے ہمارے ملک کے حکمرانوں اور اس عدالتی نظام کے بانیوں پر! کہ انہی کی کمزوری اور غلطی کی وجہ سے دشمن صحابہ کرامؓ کو کھلی تھپی ملی ہوئی ہے۔ حکمران تو ایک طرف ہم اہلسنت عوام نے بھی افسوسناک حد تک بے اعتنائی اختیار کر رکھی ہے اور قوت نافذہ ایسے حضرات کے ہاتھ میں دے رکھی ہے جو انہی بدبخت عناصر کے ہاتھوں کے تراشے ہوئے ہیں! اور ابن الوقت ہیں! مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہماری غفلت کی بدولت ہم آج عملاً غلامی میں اس طرح جکڑ کر رہ گئے ہیں کہ اُن کرنے کی صلاحیت بھی کھو بیٹھے ہیں اور رب العالمین کی ناراضگی کو بولے بیٹھے ہیں۔ (یا الہی ہماری حالتوں پر رحم فرما۔ آمین) تحریک خدام اہلسنت پاکستان کے تمام دوستوں کو سلام اور قائد اہلسنت حضرت قاضی صاحب مدظلہ کو ہدیہ عقیدت پیش ہے۔

جناب مولانا محمد منیر صاحب لاہوری مہتمم مدرسہ مخزن العلوم ٹاؤن شپ لاہور

رفض و بدعت ہر دور کا عظیم اور مسلمانوں کے لیے خطرناک فتنہ رہا ہے اور مایانؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی عظمتوں سے سستی مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی ہر دور کی اہم ضرورت رہی ہے۔ ہمارے اکابر ہر دور میں اس ضرورت کو پورا کرتے رہے ہیں اور آپ کا یہ مابنامہ حق چار یارہ بھی اسی سلسلہ زریں کی ایک کڑی ہے۔

بدستہ سے عوام اہلسنت کی اکثریت اپنے عقائد سے ناواقف ہے اور آپس کے فردی اختلافات میں اپنی صلاحیتیں ضائع کر رہی ہے اور ایسے میں روافض کو ابھرنے کا موقع ملا ہے اور مل رہا ہے۔ ماہنامہ "حق چار یار" کے سرپرست، علامہ حق کے عظیم قافلہ کے فرد فرید قائد اہلسنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب دامت برکاتہم دیوبندی بریلوی اہلحدیث اختلافات سے بالاتر ہو کر شیعہ سازشوں کے خلاف جدوجہد کی بڑی شاندار روایات رکھتے ہیں۔ آج بھی پیری میں جواؤں سے بھی بڑھ کر بڑی مستعدی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ آپ کی سرگرمیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے قلب میں عشق اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ "دفاع صحابہ" کے سلسلہ میں آپ صرف گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی ہیں اور اب جو آپ نے ماہنامہ "حق چار یار" لاہور کا اجراء فرمایا ہے یہ بھی توفیق ایزدی ہے کہ اس کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ برادران اہلسنت کو چاہیے کہ وہ ماہنامہ کو خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں، عمومی لائبریریوں میں پہنچائیں اور اس طرح اسکی اشاعت میں بھرپور حصہ لیں کہ یہ کارِ ثواب ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ چار یاروں کے طفیل حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی تمام مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں آمین۔

## ادماہ صیام

ستورہ میواتے

مرجا صد مرجا لو آگیا ماہ صیام	عزت عیال کی لے کر ادویہ ماہ صیام
آگیا قسمت سے مہمانِ خدا ماہ صیام	جس قدر ممکن ہو اس کی میمانی کیجئے
معفرت کا لے کے مژدہ آگیا ماہ صیام	طاقت و زہد و ریاضت میں گزاردات دن
دیئے آیا ہے مسئلہ مدد آگیا ماہ صیام	خالق کو نین کی جانب سے خبرِ خیر کا
زہن سے اپنے دیا جس نے بھلا ماہ صیام	اُس کی بد بختی پہ روتے ہیں زمین و آسمان
اُس کا دامن رحمتوں سے بھر گیا ماہ صیام	کذب و غیبت سے پلایا جس شخص نے دامنِ بچا
دیئے آیا ہے نہایت کا صلہ ماہ صیام	پاک کر لیں آسروں سے دامنِ تر داسنی
ہے بھرا از ابتداء تا انتہا ماہ صیام	خالق کو نین کے الطاف و انعامات سے
مستطیق کی ہے دعاؤں کا مسئلہ ماہ صیام	اک شب قدر اس کی بہتر ہے ہزاروں ماہ سے
کر گیا دارین میں اُس کا بھلا ماہ صیام	جس نے استغفار و توبہ میں گزائے روز و شب
طاقت یزداں کا بخشش و دلولہ ماہ صیام	مومنوں کے دل میں بھر جاتا ہے آکر ہر برس

کوئی لو بھی نہ گزرے دیکھ بے یادِ خدا

سے رہا ہے تجھ کو سرورِ خدا ماہ صیام



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

یہ پروانے میں شمعِ بزمِ حرا کے  
نمونے ہیں یہ سیرتِ نبیؐ کے  
بڑا ان کا تہ ہے الشکبہ

فدا فی نبیؐ کے مقربِ خفا کے  
یہ پتے وفا کے یہ پیکرِ حیا کے  
ابو بکر و فاروق و عثمان و حیا

اسلام کی سندس تعلیمات پر عمل گروہی اور فردی اختلافات سے باخبر ہر شخص کو محاسبہ کیسے پائرس<sup>۱۳</sup> روپے کے انکم ٹیکس کیج کہ تنزیل سے نفع حاصل کرے مائیں  
اسلام کی بنیادی موضوع پر تعلیمت کا یکھنا، ان پر عمل کرنا اور انصاف و سرفروں یکسہ پنچا انجانب تمام انسانوں والہ التوقسماتی و کفاسم کو ترہ جھیکس کے برآستی کا فرضیت ہے  
فداؤست اور قرب قیست کے اس دور میں تو یہ جامعہ اس جہاد میں ملکا کر ام، اولیا عطا اور اس جہاد میں صرف ہم فرد جماعت ملادو کا ساتھ دے کر فائز الشہ ماہ ۱۴۰۰

كل السعيد

مطبوعہ الحافظ پرنٹرز دہلی بازار گورنمنٹ انوار



# یادِ مدینہ

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

رَمَضانِ کا جو مہینہ آیا  
 یاد رہ رہ کے مدینہ آیا  
 ہاتھ اٹھا کر جو دعائیں مانگیں  
 ہاتھ رحمت کا خیرینہ آیا  
 بارگاہِ نبویؐ میں پُہنچا  
 جیسے ساحل پہ سفینہ آیا  
 حوصلہ سامنے ہونے کا نہ تھا  
 مٹھ چھپانے یہ کھینہ آیا  
 تن بدن کا ٹپ رہا تھا میرا  
 اُف، ندامتِ پسینہ آیا  
 عرض کرنا تھا دل زار کا حال  
 کچھ سلیقہ نہ قرینہ آیا  
 آہ افسوس صد افسوس نفیس  
 فصل گل میں بھی نہ پسینا آیا